ماہنامہ

انصار اللہ

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''...... یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اِس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا۔ اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہتا....'' (انجام آتھم صفحہ ۶۴ روحانی خزائن جلد ۱۱)

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

وفا ۱۳۸۲ ھش

جولائی ۲۰۰۳ء

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے کوائف اور حالات وخدمات قبل از خلافت



☆ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) ۱۵ر ستمبر ۱۹۵۰ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ومحترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ مَدَّظِلُّھَا الْعَالِی کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔

☆ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے ، حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نواسے ہیں۔

☆ میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا۔

☆ ۱۹۶۷ء میں ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت فرمائی۔

☆ ۱۹۷۶ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔

☆ ۳۱ جنوری ۱۹۷۷ء کو آپ کی شادی مکرمہ سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ سَلَّمَھَا للّٰہ تعالیٰ بنت محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ مرحومہ ومکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔

☆ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی مکرمہ صاحبزادی امتہ الوارث فاتح سَلَّمَھَا للّٰہ تعالیٰ اہلیہ مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب نوابشاہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد سَلَّمَہُ اللّٰہ تعالیٰ سے نوازا ہے۔

☆ آپ ۱۹۷۷ء میں وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست ۷۷ء میں غانا تشریف لے گئے۔

☆ غانا میں ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۵ء تک (بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا ۲ سال، ایسارچر ۴ سال اور پھر ۲ سال احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔) آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اگانے کا کامیاب

احمدی انصار کی تربیت کیلئے
ماہنامہ انصار اللہ
نصر اللہ خان ناصر
MONTHLY ANSARULLAH

وفا ۱۳۸۲ ہش - جولائی ۲۰۰۳ء

جلد نمبر ---------------- ۴۴

شمارہ نمبر ---------------- ۷

نالبین: پروفیسر محمد اسلم صابرؔ جاوید احمد جاویدؔ ریاض محمود باجوہ

اس شمارہ میں

پبلشر: عبد المنان کوثر ◆ پرنٹر: قاضی منیر احمد
◆ مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت
دفتر ماہنامہ انصار اللہ
[illegible]

لے آؤٹ و کمپوزنگ
صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ .... ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ .... دس روپے

اداریہ

دورِ خلافت خامسہ کا پہلا عالمگیر جلسہ سالانہ

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں کھِلے ہیں پھول میرے بوستاں میں

صداقت احمدیت کے ہزاروں نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان جلسہ سالانہ ہے۔ احمدیت کی اخوت ومحبت اور باہمی اتحاد ویگانگت کا مظہر یہ کوئی معمولی نوعیت کا اجتماع نہیں بلکہ اپنے تربیتی، علمی اور روحانی مقاصد کو پورا کرتا ہے۔ یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا ایک روشن نشان ہے۔ ۱۱۳ سال پہلے ۱۸۹۱ء میں اس جلسہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور آج دنیا بھر کے اکثر ممالک میں علاقائی جلسہ ہائے سالانہ اور عالمگیر جلسہ سالانہ تائیدات الٰہیہ کے مظہر ہیں۔ جس کی خبر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دی تھی۔ آپ نے فرمایا:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ (......) پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ......" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۱)

اب خلافت خامسہ کے دور میں یہ للٰہی جلسہ جو احمدیت کی عالمگیریت کا رنگ رکھتا ہے۔ انگلستان کی سرزمین میں ۲۶-۲۷ اور ۲۸ جولائی ۲۰۰۳ء کو پوری شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس کی تحریرات میں اس للٰہی جلسہ کے مقاصد اور برکات کا ذکر اس طور پر ہے:

(۱) "اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور اس کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۹۲ ۱۸ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۰-۳۴۱)

(۲) "اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔" (ایضاً صفحہ ۳۴۱)

(۳) "اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی پاک تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی

جھک جائیں اوران کے اندر خدا کا خوف پیدا ہو۔'' (شہادت القرآن۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

(۴) ''وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہمی محبت و مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔'' (ایضاً صفحہ ۳۹۴)

(۵) اس جلسہ میں بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ یہ اب ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ (دین حق) قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۲۹)

(۶) ''......بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے۔ اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضُعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کہ ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئیے ......'' (آسمانی فیصلہ۔روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱)

(۷) ''......اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں......''

(آسمانی فیصلہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

(۸) ''......ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے......'' (ایضاً)

(۹) ''ان تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرتِ عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی۔'' (ایضاً)

(۱۰) ''...... ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔'' (آسمانی فیصلہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء۔روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

(۱۱) ''جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے

دعائے مغفرت کی جائے گی۔'' (ایضاً)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں یہ غیر معمولی تڑپ اور ہمدردی کا جوش تھا کہ اس سلسلہ میں داخل آپ کی مصاحبت میں وقت گزاریں۔ آپ فرماتے ہیں:

''دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو، پھر مصاحبت ہو۔ اگر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی اُمید کیوں رکھتا ہے۔ ہم نے بار بار اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ بار بار یہاں آئیں اور فائدہ اٹھائیں...... تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے اور تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل عملی مشکل ہے۔'' (الحکم ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

حضرت اقدسؑ نے جلسہ کے لئے اس دینی سفر کے ذرائع، تیاری اور زادِ راہ وغیرہ کے لئے جو ہدایات بیان فرمائی ہیں۔ اس سے اس طبعی جوش کا پتہ چلتا ہے کہ آپ مبائعین کی مصاحبت کو کس قدر چاہتے تھے اور پھر وہ دعائیں بھی اسی ہمدردی اور جوش کی آئینہ دار ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشاء تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔''

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے لئے جو اغراض و مقاصد بیان فرمائے ہیں آج دنیا بھر میں ان مقاصد کی تکمیل ہوتی نظر آ رہی ہے۔ علاقائی اور ملکی سطح پر بھی اور انگلستان کے عالمگیر جلسہ سالانہ کی شکل میں بھی سلسلہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور عظمت کا آئینہ دار عالمی وحدت کا مظہر بنتا نظر آ رہا ہے اور جو بالآخر اقوام و ملل کو ایک فورم پر لا کر باہمی محبت و اخوت اور اتحاد و یگانگت سے امن و سلامتی کا پیامبر بنے گا۔ یہ امر محالات سے نہیں بلکہ قدرت ایزدی کی چہرہ نمائی سے ہوگا اور گلستانِ احمد میں دائمی بہار ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خلافتِ خامسہ کے ماہِ تاباں میں پہلے عالمگیر جلسہ سالانہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، فضلوں اور برکتوں کا حامل بنائے۔ آمین

امام الکلام

کامل اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کامل اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہٰذا اس امت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہٰذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پالیتے ہیں۔ لہٰذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبیؐ کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتبِ عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانے میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے...... دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں۔ اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔''

محمد است امام و چراغِ ہر دو جہاں　　　محمد است فروزندۂ زمین و زماں

خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا　　　خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۵-۱۵۷ بقیہ حاشیہ)

کلام الامام

کامل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حمدیہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''...... میں نے جہاں تک غور کیا ہے انسان کے تعلقات تین طرح کے ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا تعلق تو اس کا خدا سے ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا خالق ورازق ہے۔ اس کے فضل کے بغیر اس کا ایک دم آرام سے نہیں گزر سکتا بلکہ آرام تو الگ رہا اس کی زندگی ہی محال ہے۔ اس کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہر ایک لمحہ میں اس کے فضلوں کی بارش ہم پر ہو رہی ہے۔ کمزور سے کمزور ضعیف سے ضعیف حالت سے اس نے ہمیں اس حد تک پہنچایا ہے اور عقل وخرد بخش کر کل مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے اس لئے اگر اس کے ساتھ ہمارے تعلقات درست نہ ہوں۔ اگر ہمارے اخلاق تعلق باللہ میں ادنیٰ ہوں اور اس کے احسانات کو ہم فراموش کر دیں تو ہم سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں۔ خالق کے بعد ہمارا تعلق مخلوق سے ہے کہ ان میں بھی کوئی ہمارا محسن ہے، کوئی ہمارا معلم ہے، کوئی ہمارا مہربان ہے، کوئی درد خواہ ہے، کوئی ہمارے آرام وآسائش میں کوشاں ہے، کوئی ہماری محبت اور توجہ کا محتاج ہے، کوئی اپنی کمزوریوں اور اپنی گری ہوئی حالت اور اپنے ہم سفروں سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ہم سے نصرت ومدد کا متمنی ہے۔ غرضیکہ ہزاروں طریق سے ہزاروں آدمی ہم سے متعلق ہیں اور اگر ہمارے معاملات ان سے درست نہ ہوں اگر ان سے بدخلقی سے پیش آئیں تب بھی دنیا کا امن واطمن جاتا رہتا ہے اور فساد وبغاوت میں ترقی ہوتی ہے پس اگر ہمارے اخلاق مخلوق سے درست نہ ہوں تو ہم ایک ڈاکو کی طرح ہیں جو دنیا سے اس کے امن وآرام کا متاع لوٹتا اور غارت کرتا ہے۔

تیسرا تعلق ہمارا خود اپنے نفس سے ہے کہ یہ بھی ہماری بہت سی توجہات کا محتاج ہے اور جس طرح ہمارا خالق سے منہ موڑنا یا مخلوق سے بداخلاقی سے پیش آنا نہایت مضر اور مخرب امن ہے اسی طرح ہمارا اپنے نفس سے بدسلوکی کرنا اور اخلاق رذیلہ سے پیش آنا نہایت خطرناک اور باعث فساد ہے۔ پس وہی انسان کامل ہو سکتا ہے کہ جو ان تینوں معاملات میں کامل ہو اور ان اصناف میں سے ایک صنف میں بھی کمزوری نہ دکھلائے۔

اگر ان تینوں اقسام اخلاق کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اکثر انسان جو اخلاق میں کامل سمجھے جاتے ہیں بہت سی کمزوریاں رکھتے ہیں۔ اور اگر ایک قسم کے اخلاق میں انہیں کمال حاصل ہے تو دوسری قسم م یں انہیں کوئی دسترس نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور پاک بندوں کا گروہ ہی نکلے گا......''

(سیرت النبی صفحہ ۱۶-۱۷ اشائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

عربی منظوم کلام

يَا شَمْسَنَا يَا مَبْدَءَ الْأَنْوَارِ   نَوَّرْتَ وَجْهَ الْمُدْنِ وَالْبَيْدَاءِ

اے ہمارے آفتاب اور اے منبع الانوار! تو نے شہروں اور ویرانوں کے چہرے منور کر دیئے

إِنِّي أَرىٰ فِي وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ   شَأْنًا يَفُوقُ شُيُوْنَ وَجْهِ ذُكَاءِ

میں تیرے دمکتے ہوئے چہرے میں ایسی شان دیکھتا ہوں جو آفتاب کے چہرے کی شانوں سے بڑھ کر ہے۔

مَاجِئْتَنَا فِي غَيْرِ وَقْتِ ضَرُوْرَةٍ   قَدْ جِئْتَ مِثْلَ الْمُزْنِ فِي الرَّمْضَاءِ

تو ہمارے پاس بے وقت اور بے ضرورت نہیں آیا تو ایسے آیا ہے جیسے شدید گرما میں بارش آ جائے۔

إِنِّي رَأَيْتُ الْوَجْهَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ   وَجْهٌ كَبَدْرِ اللَّيْلَةِ الْبَلْمَاءِ

میں نے وہ چہرہ دیکھا ہے جو محمدؐ کا چہرہ ہے۔ ایسا چہرہ جیسا چودھویں رات کا چاند۔

شَمْسُ الْهُدىٰ طَلَعَتْ لَنَامِنْ مَكَّةَ   عَيْنُ النَّدَا نَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءِ

ہدایت کا آفتاب ہمارے لئے مکہ سے طلوع ہوا۔ بخششوں کا چشمہ ہمارے لئے حراء سے پھوٹ پڑا۔

ضَاهَتْ أَيَاةُ الشَّمْسِ بَعْضَ ضِيَائِهِ   فَاِذَا رَأَيْتُ فَهَاجَ مِنْهُ بُكَائِي

سورج کی شعاعیں اس کی ضیا کے ایک حصہ سے مشابہ ہیں جب میں نے (اس سورج کو) دیکھا تو اس سے میرے رونے میں ہیجان پیدا ہو گیا۔

أَعْلَى الْمُهَيْمِنُ هِمَمَنَافِي دِيْنِهِ   نَبْنِي مَنَازِلَنَا عَلَى الْجَوْزَاءِ

خدائے مہیمن نے اپنے دین کے بارہ میں ہماری ہمتوں کو بلند کیا (چنانچہ) ہم اپنی منزلیں ستارۂ جوزاء پر بنا رہے ہیں۔

نِلْنَاثُرَيَّاءَ السَّمَاءِ وَسَمْكَهُ   لِنَرُدَّ اِيْمَانًا اِلَى الصَّيْدَاءِ

ہم آسمان کے ثریا اور اس کی بلندیوں تک پہنچ گئے تاکہ ہم ایمان کو زمین پر واپس لے آئیں۔

(منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۱)

فارسی منظوم کلام

فانیاں ہستند از خود دُور تر — چوں ملائک کارکن از داد گر

یہ فانی لوگ اپنی خودی سے بالکل دور ہیں وہ فرشتوں کی طرح خدا کے منصب کارندے ہیں۔

ہم چنیں میداں مقامِ انبیاء — واصلان و فاصلاں از ماسوا

یہی وجہ انبیاء کے مقام کا بھی ہے وہ واصل باللہ ہیں اور اس کے غیر سے بے تعلق

فانی اند و آلۂ ربّانی اند — نورِ حق در جامہ انسانی اند

وہ فانی ہیں اور خدا کا ہتھیار ہیں۔ انسانی جامہ میں خدا کا نور ہیں

مصطفیٰؐ آئینۂ رُوئے خداست — منعکس در وے ہماں خوئے خداست

مصطفیٰؐ تو خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے اس میں خدا تعالیٰ کی ہی تمام صفات منعکس ہیں

گر ندیدستی خدا اُو را ببیں — من رأنی قد رای الحق ایں یقیں

اگر تو نے خدا کو نہیں دیکھا تو اسے دیکھ یہ حدیث یقینی ہے کہ ''جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا''

آنکہ اویزد بہ مستانِ خدا — خصمِ اُو گردد جنابِ کبریا!

جو شخص خدا کے عاشقوں سے الجھتا ہے تو جنابِ الٰہی خود اس کے دشمن ہو جاتے ہیں

دستِ حق تائید ایں مستاں کند — چوں کسے بادستِ حق دستاں کند

خدا کا ہاتھ ان عاشقوں کی مدد کرتا ہے جب کوئی ان کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے

منزلِ شاں بر تر از صد آسماں — بس نہاں، اندر نہاں، اندر نہاں

ان کا مقام سینکڑوں آسمانوں سے بھی بلند ہے اور وہ تو مخفی در مخفی در مخفی ہیں

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا بقیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۶۳۲-۶۳۱)

تبرکات

خلافت کا نظام مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے

اور خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیر کا ایک زبردست کرشمہ

رقم فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب......

(نوٹ) حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک قیمتی مضمون افادہ احباب کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بطور اصول کے ارشاد فرماتا ہے کہ دنیا میں دو طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ جن کا وجود محض عارضی اور وقتی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ان میں بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے لئے کوئی حقیقی فائدہ مقصود نہیں ہوتا اور دوسری وہ جو نظامِ عالم کا حصہ ہوتی ہیں اور لوگوں کے لئے ان میں کوئی نہ کوئی فائدہ کا پہلو مقصود ہوتا ہے۔ مقدم الذکر چیزیں دنیا میں جھاگ کی طرح اٹھتی اور جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں۔ مگر موخر الذکر چیزیں جم کر زندگی گزارتی ہیں اور انہیں دنیا میں قرار حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْھَبُ جُفَآءً۔ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (سورۃ: رعد) یعنی جھاگ کی قسم کی چیز تو آناً فاناً گزر کر ختم ہو جاتی ہے مگر نفع دینے والی چیز جم کر زندگی گزارتی ہے اور دنیا میں قرار حاصل کرتی ہے۔ اس اصل کے ماتحت ہم صحیفہ قدرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ لطیف منظر نظر آتا ہے کہ جو چیز بھی دنیا کے لئے کسی نہ کسی جہت سے مفید ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے قائم رہنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں اور حقیر سے حقیر جڑی بوٹیوں کی بقائے نسل کا انتظام بھی موجود ہے اور قدرت کا مخفی مگر زبردست ہاتھ انہیں مٹنے اور ناپید ہو جانے سے بچائے ہوئے ہے اور صحیفہ عالم کے زیادہ گہرے مطالعہ سے یہ بات بھی مخفی نہیں رہ سکتی کہ جتنی کوئی چیز بنی نوع انسان کے لئے زیادہ مفید ہوتی ہے اتنا ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کا انتظام زیادہ پختہ اور زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ بھی اسی اصل کے ماتحت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (سورۃ حج) یعنی چونکہ قرآنی الہام ایک ہمیشہ کی یادگار قرار دیا گیا ہے اور خدا کا یہ منشاء ہے کہ اب وہ قیامت تک لوگوں کے بیدار کرنے کا ذریعہ رہے۔ اس لئے خدا خود اس کا محافظ ہوگا اور ہمیشہ ایسے سامان پیدا کرتا رہے گا جو اسے ظاہری اور معنوی ہر دو لحاظ سے محفوظ رکھیں گے۔ گویا قرآنی حفاظت کی وجہ سے ذِکْرٌ کے چھوٹے سے لفظ میں مرکوز کر دی گئی ہے۔

یہی حال نبوت کا ہے جب اللہ تعالیٰ دنیا کو کسی عظیم الشان فتنہ و فساد میں مبتلا دیکھ کر اس کی اصلاح کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے رسول یا نبی بنا کر مبعوث کرتا ہے مگر نبی بہر حال ایک انسان ہوتا ہے اور لوازماتِ بشری کے

ماتحت اس کی زندگی چند گنتی کے سالوں سے زیادہ وفا کیش (کیسے۔ ناقل) کر سکتی ہے۔ اس صورت میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کے مشن کو کامیاب بنانے اور انتہاء تک پہنچانے کے لئے اس کی وفات کے بعد بھی کوئی ایسا انتظام کرے جس کے ذریعہ نبی کا بویا ہوا بیج اپنے کمال کو پہنچ سکے اور وہ اصلاح جو اللہ تعالیٰ نبی کی بعثت سے پیدا کرنا چاہتا ہے دنیا میں قائم اور راسخ ہو جائے۔ یہ خدائی نظام جسے گویا نبوت کا تتمہ کہنا چاہیئے خلافت کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ہر عظیم الشان نبی کے بعد اس کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلفاء کا سلسلہ قائم فرماتا ہے اور یہ خلفاء بالعموم خود نبی یا مامور نہیں ہوتے مگر نبی کے تربیت یافتہ اور اس کے خداداد مشن کو سمجھنے والے اور اسے چلانے کی اہلیت رکھنے والے ہوتے ہیں اور گو وہ خدا کی وحی کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے مگر خدا تعالیٰ اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ایسا تصرف فرماتا ہے کہ نبی کے گزر جانے کے بعد وہی لوگ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہیں جنہیں خدا اس کام کے لئے پسند فرماتا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی مخفی تاریں مومنوں کے قلوب پر متصرف ہو کر انہیں خود بخود خلافت کے اصل شخص کی طرف پھیر دیتی ہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ ایک غیر مامور خلیفہ لوگوں کا منتخب شدہ ہوتا ہے۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور قرآن اس حقیقت کو صراحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ بظاہر یہ ایک متضاد سی بات نظر آتی ہے کہ ایسا شخص جو لوگوں کی کثرت رائے یا اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہو اس کے تقرر یا انتخاب کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے مگر حق یہی ہے کہ باوجود ظاہری انتخاب کے ہر سچے خلیفہ کے انتخاب میں دراصل خدا کا مخفی ہاتھ کام کرتا ہے اور صرف وہی شخص خلیفہ بنتا ہے اور بن سکتا ہے جسے خدا کی ازلی تقدیر اس کام کے لئے پسند کرتی ہے اور اس کے سوا کسی کی مجال نہیں کہ مسندِ خلافت پر قدم رکھنے کی جرات کر سکے۔ یہی گہری صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مخفی ہے جو آپؐ نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا۔ آپؐ فرماتے ہیں:-

''اردتُ ان ارسل الی ابی بکر حتّٰی اکتب کتاباً فاعهد ان یتمنّی المتمنّون
ویقول قائل انا اولیٰ ثمّ قلت یا بی اللہ ویدفع المومنون اویدفع اللہ ویابی المومنون۔

(بخاری کتاب الاحکام)

یعنی میں ابوبکرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے خدا ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا نہ ہی خدائی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔''

اللہ! اللہ! اس چھوٹے سے فقرہ میں نظام خلافت کا کتنا وسیع مضمون ودیعت کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بے شک میرے بعد بظاہر مسلمانوں کی کثرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کرے گی مگر دراصل اس رائے کے پیچھے خدائے قدیر کی ازلی تقدیر کام کر رہی ہوگی اور وہی ہوگا جو خدا کا منشاء ہوگا اور اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر انصار نے اپنے میں سے کسی اور شخص کو کھڑا کرنا چاہا اور بیرونی طور پر عرب کے بدوی قبائل نے باغی ہو کر خلافت کے نظام کو ہی ملیا میٹ کر دینے کی تدبیر کی۔ مگر چونکہ ابوبکرؓ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تھا اس لئے

اس کے اتباع کی قلت اس کے مخالفین کی کثرت کو اس طرح کھا گئی جس طرح سمندر کا پانی اپنے اوپر کی جھاگ کو کھا جاتا ہے۔

پھر جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمائے کہ:-

''خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا'' (ترمذی)

وہ بھی اسی قدیم سنتِ الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دراصل خلیفہ خدا بناتا ہے اور انتخاب کرنے والے لوگ صرف ایک پردہ کا کام دیتے ہیں اور ایک آلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جسے خدا اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ ان الفاظ پر غور کرو کہ وہ کیسے پیارے اور کیسے دانائی سے معمور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنانے کے فعل کو خدا کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور خلافت سے معزول کرنے کی کوشش کو لوگوں کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ گویا جو صورت بظاہر نظر آتی ہے اس کے بالکل برعکس ارشاد فرماتے ہیں۔ خلافت کے انتخاب میں بظاہر نظر آنے والی صورت یہ ہے کہ لوگ خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں اور خدا بظاہر لاتعلق ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بناتا خدا ہے ہاں مفسد لوگ بعض اوقات خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کو معزول کرنے کی کوشش ضرور کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان نکتہ ہے جسے سمجھنے کے بعد کوئی شخص خدا کے فضل سے مسئلہ خلافت کے تعلق میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ لیکن چونکہ دنیا کا ہر نظام وقتی ہے اور عموماً دوروں میں تقسیم شدہ ہوتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکس رکھنے کے لئے یہ انکشاف بھی فرما دیا کہ میرے بعد مستقل طور پر خلافتِ حقہ کا دور صرف تیس سال تک چلے گا جس کے بعد غاصب لوگ ملوکیت کا رنگ اختیار کر لیں گے اور اس کے بعد حسبِ حالات اور ضرورت زمانہ روحانی خلافت کے دور آتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ بالآخر مسیح و مہدی کے نزول کے بعد پھر منہاج نبوت پر ظاہری خلافت کی صورت قائم ہو جائے گی۔ (مسند احمد جلد ۵ عن ابی عبدالرحمٰن سفینہ ومشکوٰۃ باب الانذار)

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کا حصہ اور تتمہ ہے اور نبوت کی خدمت اور تکمیل کے لئے قائم کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن شریف کی آیت استخلاف میں ایسی علامات مقرر فرما دی ہیں جو سچی خلافت کو جھوٹی خلافت سے روز روشن کی طرح ممتاز کر دیتی ہیں۔ فرماتا ہے:-

''وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَایُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝

(سورۃ نور)

یعنی خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ عمل صالح بجا لانے والے مومنوں میں سے ملک میں خلفاء مقرر کرے گا (یہ مطلب نہیں کہ جو مومن بھی عمل صالح کرنے والا ہوگا وہ ضرور خلیفہ بنے گا بلکہ اس میں اشارہ یہ ہے کہ جو خلیفہ ہوگا وہ ضرور

مومن اور عمل صالح بجالانے والا ہوگا) یہ خلفاء اسی سنت کے مطابق مقرر کئے جائیں گے جس طرح پہلی امتوں میں مقرر کئے گئے اور خدا تعالیٰ اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے جو ان کے ذریعہ سے دنیا میں مضبوطی سے قائم فرمادے گا اور (چونکہ ہر تغیر کے وقت ایک خوف کی حالت پیدا ہوا کرتی ہے) اللہ تعالیٰ ان کی خوف کی حالت کو اپنے فضل سے امن میں بدل دے گا - یہ لوگ میرے سچے پرستار ہوں گے اور میرے سوا کسی معبود کے سامنے (خواہ وہ مخفی ہو یا ظاہر) گردن نہیں جھکائیں گے اور جو شخص ایسی نصرت و تائید کو دیکھتے ہوئے بھی اس نظامِ خلافت سے سرکشی اختیار کرے گا وہ یقیناً خدا کا مجرم اور فاسق سمجھا جائے گا -

یہ آیت کریمہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صراحت کے ساتھ خلافت کے نظام سے متعلق قرار دیا ہے اپنے مختصر الفاظ میں ایک نہایت وسیع مضمون کو لئے ہوئے ہے اور اس نقشہ کی بہترین تصویر ہے جو کم و بیش ہر نئی خلافت کے قیام کے وقت دنیا کے سامنے آتا ہے - ہر نبی یا خلیفہ کی وفات ایک عظیم الشان زلزلہ کا رنگ رکھتی ہے اور ہر بعد میں آنے والا خلیفہ ایسے حالات میں مسندِ خلافت پر قدم رکھتا ہے کہ جب لوگوں کے دل سہمے ہوئے اور خوف زدہ ہوتے ہیں کہ اب کیا ہوگا مگر پھر لوگوں کو دیکھتے دیکھتے خدا اس آیتِ کریمہ کے وعدہ کے مطابق اپنی تقدیر کی مخفی تاروں کو کھینچنا شروع کرتا ہے اور خوف کے دنوں کو امن سے بدل کر آہستہ آہستہ جماعت کو کمزوری سے مضبوطی کی طرف یا مضبوط حالت سے مضبوط تر حالت کی طرف اٹھانا شروع کر دیتا ہے - اور یہ خلفاء اپنی دینی حالت اور دینی خدمت سے اس بات پر مہر لگا دیتے ہیں کہ خدا کی محبت اور خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور یہ سلسلہ اپنی ظاہری صورت میں اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ خدا کے علم میں نبی کے لائے ہوئے دین کے استحکام اور اس کے مشن کی تکمیل اور مضبوطی کے لئے ضروری ہوتا ہے -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی چونکہ دنیا میں ایک عظیم الشان مشن لے کر مبعوث ہوئے تھے اور اپنے مقام کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ و بروز کامل تھے حتی کہ آپ نے ان کے مقام اور کام کے پیش نظر فرمایا یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ یعنی مسیح موعود میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا - یعنی آخرت میں اسے میری معیت حاصل ہوگی اور اسے میرے ساتھ رکھا جائے گا اس لئے ضروری تھا آپ کے خداداد مشن کی تکمیل کے لئے بھی آپ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو - چنانچہ آپ نے اپنی کتب اور ملفوظات میں متعدد جگہ اس نظام کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ آپ کے بہت سے الہامات میں بھی اس نظام کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر میں اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں - اور یہ وہ عبارت ہے جو آپ نے اپنے زمانہ وفات کو قریب محسوس کر کے اپنے متبعین کے لئے بطور وصیت تحریر کی - آپؑ فرماتے ہیں :-

> '' خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے ...... وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا - کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد - یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے ...... اور

جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے...... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے...... خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی میری وفات کے قریب مرنے کی خبر۔ ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ ...... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے''

(رسالہ الوصیت - روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۶)

یہ عبارت جس صراحت اور تعیین کے ساتھ نظام خلافت کی طرف اشارہ کر رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اور یہ عبارت بطور وصیت کے لکھی گئی جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے قرب وفات کی خبر پا کر اپنے بعد کے نظام کے بارے میں اپنی جماعت کو آخری نصیحت فرمائی اور ہر عقلمند غیر متعصب شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

<u>اول</u>: خدا تعالیٰ انبیاء کے کام کی تکمیل کے لئے دو قسم کی قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ ایک خود نبیوں کے زمانہ میں اور دوسری ان کی وفات کے بعد تا کہ ان کے مشن اور ان کی جماعت کو ایک لمبے عرصہ تک اپنی خاص نگرانی میں رکھ کر ترقی دے اور تکمیل تک پہنچائے۔

<u>دوم</u>: دوسری قدرت خلافت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے وجود میں ظاہر ہوئی۔

<u>سوم</u>: یہ خلافت کا نظام جو نبوت کے نظام کا حصہ اور اسی کا تتمہ ہے خدائی سنت کا رنگ رکھتا ہے اور ہر نبی کے زمانہ میں قائم ہوتا رہا ہے۔

چہارم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اسی رنگ میں قدرت ثانیہ کا ظہور مقدر تھا کیونکہ جیسا کہ آپ خود خدا کی ایک مجسم قدرت تھے آپ کے بعد بعض اور وجودوں نے دوسری قدرت کا مظہر ہونا تھا اور ان کے وجودوں نے حضرت ابوبکرؓ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا۔

پنجم: نبی کے بعد آنے والے خلفاء خواہ بظاہر صورت لوگوں کے انتخاب سے مقرر ہوں مگر دراصل ان کے تقرر میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے اور درحقیقت خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

ششم: سورۃ نور کی آیتِ استخلاف نظامِ خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اسی آیت کے ماتحت تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کی خلافت بھی اسی آیت کے ماتحت ہونی تھی۔

یہ وہ چھ باتیں ہیں جو ...... یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں۔ اور یہ استدلال ایسا واضح اور بین ہے کہ کوئی عقلمند غیر متعصب شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہ حوالہ بھی جیسا کہ اس کے حالات اور سیاق و سباق اور الفاظ اور اسلوبِ بیان سے ظاہر ہے محکمات کا رنگ رکھتا ہے جس کے مقابلہ پر ان متشابہات کو پیش کرنا جو بعض مخصوص کاموں کے تعلق میں مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں انجمن کے بارے میں لکھی گئی ہیں ایک شرارت یا دیوانگی کے فعل سے زیادہ نہیں۔ اور اگر یہ دیوانگی نہیں تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ خدا کا مقرر کردہ مسیح دیوانہ ہے کہ ایک طرف تو اپنے مشن کی تکمیل اور اپنی وفات کے بعد کے نظام کے متعلق خدائی سنت کے ماتحت دو قدرتوں کے ظہور کا ذکر کیا اور مثال دے کر بتایا کہ دوسری قدرت ابوبکر صدیقؓ کے رنگ میں ظاہر ہوا کرتی ہے اور پھر یہاں تک صراحت کی کہ ''میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے'' لیکن عین اس کے ساتھ ساتھ اور پہلو بہ پہلو ان سارے ارشادات کو بھول کر اور بالائے طاق رکھ کر انجمن کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے چل دیئے۔ حالانکہ انجمن آپ کی زندگی میں ہی قائم ہو گئی تھی اور اس کی ''جانشینی'' جن معنوں میں بھی وہ تھی خود آپ کی موجودگی میں شروع ہو چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اس مجنونانہ تضاد کو منسوب کرنا اہلِ پیغام کو مبارک ہو۔ ہم خوش ہیں کہ ہمارا دامن اس دیوانگی کے داغ سے پاک ہے۔ کاش یہ لوگ صرف اس بات پر ہی غور کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں بھی اپنے خداداد مشن کی تکمیل اور سلسلہ اور جماعت کے کام کو سنبھالنے اور چلانے کا ذکر کیا ہے وہاں کسی جگہ انجمن کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف خلافت کا ذکر کیا ہے اور دو قدرتوں کے اصول کو بیان کر کے اور مثال دے کر واضح کیا ہے کہ اس کام کے لئے خدا نے ایسا ہی نظام مقرر فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ظاہر ہوا اور یہ کہ یہ خدا کی ایک سنت ہے جو تمام نبیوں کے وقت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور کبھی بدل نہیں سکتی اور اس کے مقابل پر انجمن کا ذکر صرف بعض ماتحت کاموں کے تعلق میں آیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ واضح شرط اور حد بندی لگا دی ہے کہ اس انجمن کے لئے ضروری ہو گا کہ ''وہ حسبِ ہدایت سلسلہ احمدیہ'' اپنا کام سرانجام دے (رسالہ الوصیت) یعنی خدا کے مقرر کردہ خلیفوں اور قدرت ثانیہ کے مظہروں

(باقی صفحہ ۴۰ پر)

سدا قائم رہے گی اب خلافت احمدیت کی

خلافت دین حق کی برکتوں کا اک نشاں زندہ
خدا کے فضل و احساں کا ہے اک بحرِ رواں زندہ

خلافت در حقیقت ہے نیابت حق تعالیٰ کی
یہ اَنوارِ خداوندی کا ہے اِک ترجماں زندہ

نبوت نے کیا توحید کو قائم زمانے میں
خلافت نے دیا ہم کو خدائے مہرباں زندہ

خُدا کرتا ہے اپنے فضل سے قائم خلافت کو
اُسی نے کر دیا ہے پھر یہ نُورِ عاشقاں زندہ

خِلافت مومنوں کے واسطے ہے امن کا مسکن
یہ اِک سایۂ رحمت ہے۔ یہ اک تسکینِ جاں زندہ

خزاں نے کر دئے سارے چمن ویراں دُنیا کے
مگر طیورِ روحانی کا ہے یہ آشیاں زندہ

خلافت نے دلوں کو پھر نئی اک زندگی بخشی
خلافت نے کئے ہیں پھر ہمارے جسم و جاں زندہ

خدا کا نور ہی تھے نور دیں، محمود اور ناصر
خدا کا نور تھا طاہرؒ ہمارے درمیاں زندہ

خدا نے اب ہمیں مسرور دے کر پھر نوازا ہے
کیا ہے اس نے آ کر پھر دلوں کو شادماں زندہ

خدا کی قدرتِ ثانی کا ہے یہ مظہرِ خامس
یہ کر دے گا خدا کے نُور سے کون و مکاں زندہ

کھلیں گے باغِ احمد میں کروڑوں پھول خوشیوں کے
مہک اٹھے گی اس میں اک بہار جاوداں زندہ

سدا دیتا رہے گا باغ احمدؑ پھول و پھل تازہ
سدا ملتا رہے گا اس چمن کو باغباں زندہ

خدا کے دین کا غلبہ ہے وابستہ خلافت سے
یہی ہے وعدۂ مہدیؑ، مسیحائے زماں زندہ

سدا قائم رہے گی اب خلافت احمدیت کی
قیامت تک رہے گا اب یہ نُور قادیاں زندہ

خدا کا ہاتھ ہے روزِ ازل سے اس جماعت پر
خدا دیتا رہے گا اس کو میرِ کارواں زندہ

کبھی اس پر نہ ڈوبے گا خدا کے نور کا سورج
سدا چمکے گی اس پر نُور کی اک کہکشاں زندہ

مِٹا سکتا نہیں ان کو کوئی صفحۂ ہستی سے
خُدا کا فضل ہو جن پر، ہو جن کا پاسباں زندہ

سکون و امن کا مامن فقط اب احمدیت ہے
یہی ہے اس زمانے میں خدا کا سائباں زندہ

اُٹھو! دینِ خُدا کو ہم زمانے بھر میں پھیلائیں
اُٹھو کر دیں خُدا کے نُور سے سارا جہاں زندہ

پروفیسر سراج الحق قریشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پُر حکمت ارشادات

ہمسایہ سے حُسنِ سلوک کی تعلیم

تحریر: نصر اللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

تخلیقاتِ عالم میں خالق کائنات کی توحید کا تصور بڑا نمایاں ہے۔ ہر تخلیق اپنی مادی اور جنسی کیفیت میں اپنے ہی مادہ اور جنس میں باہمی ربط اور کشش رکھتی ہے خواہ یہ تخلیق ذی روح ہو یا غیر ذی روح پھر انسانی تخلیق تو قدرت کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے اور اس کے وجود میں لانے میں تخلیق کائنات کی مقصدیت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ وہ کیوں اور کیسے دوسری مخلوق سے اشرف و اکرم ٹھہرا۔

ایک انسان میں طبعاً اور فطرتاً باہمی موانست اور محبت کے اوصاف اسے ودیعت کئے گئے ہیں اور اس کی معاشرت کا ڈھانچہ بھی اس فطری محبت سے تشکیل پاتا ہے۔ قرآنی شریعت نے معاشرتی زندگی میں تمام انسانوں کے حقوق کو بڑی جامعیت سے بیان کیا ہے اور یہ کہ باہمی محبت سے کس طرح وحدت کا قیام واقعہ ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی زندگی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خُلقِ عظیم کے حامل تھے اور اس اعتبار سے دنیا میں آپ کی کوئی نظیر نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیئے گئے تا کہ انسان بقائے الٰہی اور اچھے انجام تک پہنچنے کے لئے اس راہِ عمل کو اختیار کرے۔ وہ انسان جس میں اعلیٰ علمی اور روحانی ترقی پانے کا مادہ رکھا گیا ہے اور اسے احسن تقویم پر پیدا کیا گیا اس میں الہام الٰہی پانے کی صلاحیت رکھی گئی۔ اور نیکی و بدی کے دونوں راستوں پر اسے بااختیار کیا گیا ہے۔ انہی اعلیٰ اوصاف کی بناء پر وہ اشرف و اعلیٰ کہلایا اور ان اوصاف سے متصف کامل انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ ٹھہرائے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرتی زندگی کے لئے بھی جامع تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ (سورۃ النسآء آیت: ۳۷)

(ترجمہ) اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان (کرو) اور (نیز) رشتہ دار ہمسائیوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی) جو متکبر اور اترانے والے

ہوں اُنہیں اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اس آیت میں حقوق اللہ کے بعد معاشرہ کی بہتری اور بھلائی کے لئے نومختلف طبقات کا ذکر کیا گیا ہے جس سے انسانی معاشرہ کی تشکیل و تکمیل ہوتی ہے اور یہ تشکیلِ معاشرہ درحقیقت انسانیت کا حسین چہرہ ہے۔ جس کی عکاسی اسوۂ رسولؐ سے ہوتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم بھی قرآن مجید کے عین مطابق نظر آتے ہیں آپؐ نے اپنی فعلی روش سے یہ ثبوت دیا کہ "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ" آپ کے خُلق قرآن کریم کے مطابق تھے۔

ہمسائیگی کی اہمیت: ہماری معاشرتی زندگی میں ہمسایہ کا وجود بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی ہمسایہ ضرور ہوتا ہے اور وہ ایک اچھے ہمسایہ کے ساتھ بُود وباش چاہتا ہے۔ یہ ہمسائیگی رشتہ دار کی بھی ہوسکتی ہے، نہایت قریبی رشتہ دار کی بھی اور دور کی بھی، جائیداد میں حصہ دار کی بھی اور غیر حصہ دار کی بھی، دینی قرب رکھنے والے کی بھی اور دوسرے عقائد و مذہب کے حامل کی بھی، پھر نسلی قرب کی بھی ہمسائیگی ہوتی ہے۔ اس طرح سیاسی اور قومی اعتبار سے گاؤں شہر اور ملک کی ہمسائیگی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ انسانی معاشرت کے حسین چہرہ کے خدوخال ان حقوق کا خیال رکھنے اور حُسن سلوک سے اُبھرتے ہیں، ایسی معاشرت جس سے امن سلامتی والا جنت نظیر نمونہ نظر آئے کہ ہر کوئی اپنی ہمسائیگی کی ادنیٰ ادنیٰ خیر اور بھلائی کو بھی پائے اور ہر شر اور ایذاء سے محفوظ رہے۔ اس بارہ میں اگرچہ دیگر مذاہب میں بھی ہدایات دی گئی ہیں مگر جس طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پُرحکمت اور جامع تعلیمات دی ہیں۔ اس سے دنیوی زندگی میں جنت کے دریچوں کی پُرسکون ہوا ملتی ہے جو اُخروی زندگی انسان کے لئے پُرکشش بناتی ہے۔ یہاں اسی پُرحکمت تعلیم کا تذکرہ مقصود ہے۔

ہمسایہ کون کون ہے: ولید بن دینار حضرت حسنؓ سے بیان کرتے ہیں کہ:

"اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَارِ؟ فَقَالَ: أَرْبَعِيْنَ دَاراً أَمَامَهُ، وَأَرْبَعِيْنَ خَلْفَهُ، وَأَرْبَعِيْنَ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَأَرْبَعِيْنَ عَنْ يَسَارِهِ" (الادب المفرد البخاری۔ صفحہ ۵۲)

جب ہمسایہ کے بارہ میں پوچھا گیا کہ کون کون ہے تو آپؑ نے فرمایا۔ چالیس گھر تمہارے آگے چالیس گھر تمہارے پیچھے، چالیس تمہارے دائیں اور چالیس بائیں تمہارے پڑوسی ہیں۔

ہمسایہ کے حقوق: ایک اچھے معاشرہ میں ہمسایہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ"

(بخاری کتاب الادب باب الوصایا بالجار)

یعنی جبریلؑ مجھے ہمیشہ ہمسایہ سے حسن سلوک کی تاکید کرتا آرہا ہے یہاں تک کہ مجھے خیال

ہوا کہ کہیں وہ اسے وارث ہی بنادے گا۔

ہمسایہ اچھے بُرے حالات میں آسمانی آفات اور سیاسی تغیرات میں دن رات اپنے ہمسایہ کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے دکھ درد کے مواقع پر وہی اپنے ہمسایہ کی پکار سنتا ہے اور وہی ایمرجنسی حالات میں بھی مدد کو پہنچتا ہے۔ پھر ایسے بھی حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہمسایہ عارضی یا مستقل نقل مکانی کر جائے یا اپنے مکان و جائیداد کو کسی نگران کے بغیر چھوڑ جائے۔ تو ایسے ہی حالات میں ہمسایہ کا احساس یا اس کے حقوق کی اہمیت سامنے آتی ہے اور اس کی غیر حاضری میں جائیداد کا نگران یا بننے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ہمسایہ کے لئے خیر اور بھلائی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر پہچانے کی بھی ہدایت فرمائی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"یَا اَبَاذَرٍّ! اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَکْثِرْ مَآئَهَا وَتَعَاهَدْ جِیْرَانَکَ۔"

(مسلم کتاب البر والصلة باب الوصیة بالجار والاحسان الیه)

اے ابوذر! جب تم کبھی اچھا سالن پکاؤ تو اس کا (پانی ڈال کر) شوربا کچھ زیادہ کر لیا کرو اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھا کرو۔

عورتوں کو خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے یہ تعلیم بھی دی۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"یَانِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرسِنَ شَاةٍ۔"

(بخاری کتاب الادب باب لاتحقرنّ جارةٌ لِجَارتها)

اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی ہمسایہ (عورت) سے حقارت والا سلوک نہ کرے۔ اگر بکری کا ایک پایہ بھی بھیج سکتی ہے۔ تو اسے بھیجنا چاہئے۔

مذکورہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت پُرحکمت طریق عمل کی ہدایت فرمائی ہے کہ (۱) خواہ معمولی نوعیت کا بھی تحفہ ہو اپنے ہمسایہ تک ضرور پہنچانا چاہئے تاکہ وہ آپ کی ادنیٰ خوشی میں بھی شریک ہو۔ (۲) "جار" کے لفظ کو عمومیت کا رنگ دے کر بلا لحاظ مذہب وملت اور نسل کے اس کو خیر و بھلائی پہنچانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ (۳) پایہ کا ذکر اس لئے بھی کیا کہ یہ گوشت کا رہا سہا حصہ ہوتا ہے جسے عموماً وہی لیتا ہے جو اچھا گوشت کا ٹکڑا نہ لے سکے۔ (۴) اس تحفہ کو بھیجتے وقت یا قبول کرتے ہوئے کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے یا بھجواتے وقت اپنی کمتری سے شرم کا احساس نہ ہونا چاہئے۔ (۵) پایہ کے ذکر میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ چونکہ پایہ کا سالن تیار ہوتے ہوئے اس کی خاص خوشبو ہوتی ہے اور وہ اردگرد کو خبر دیتی ہے خاص طور پر ہمسائے کو بھی۔ اس لئے وہ بہرحال محروم نہ رہے بلکہ اسے اس کا حصہ حقدار سمجھتے ہوئے دینا چاہئے۔ ہمسایہ

سے تعلقات محبت کو استوار کرنے کے لئے حضورؐ نے اپنی ازواج مطہرات کو بھی یہ ہدایت فرمائی - حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں :

''......قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ، فَاِلٰی اَیِّھِمَا اُھْدِی؟ قَالَ اَقْرِبِھِمَا عَیْنُکَ بَابًا - '' (بخاری کتاب الادب - 'الادب المفرد للبخاری باب یُھدی الیٰ اقرابھم بابا' صفحہ ۵۱)

''میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کے پاس تحفہ بھیجوں - حضور نے فرمایا کہ جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر کے زیادہ قریب ہے اس کو تحفہ بھیجو - ''

ہمسایہ کے مال و متاع کی حفاظت : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ سے حسن سلوک کی یہ بھی تعلیم دی کہ ہمسایہ کے صرف وجود سے ہی نہیں بلکہ اس کے مال و متاع اور گھر بار کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُوالْمُؤْمِنِ یَکُفُّ عَلَیْہِ ضَیْعَتَہٗ وَیَحُوْطُہٗ مِنْ وَرَائِہٖ'' (ابو داؤد کتاب الادب باب فی النصیحۃ)

کہ مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہوتا ہے (یعنی اپنے پر اسے قیاس کرتا ہے) اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اپنے بھائی کا مال ضائع کرنے سے بچو اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال کی دیکھ بھال کرو -

اس حدیث سے یہ بات بڑی واضح ہے کہ ایک مومن بھائی کے دکھ درد کو اپنے پر قیاس کرنا چاہیے - اس کے مال کو اپنے مال جیسا خیال کرنا چاہیے اور جس طرح اپنے مال اور عزت و آبرو کو محفوظ رکھنا ضروری سمجھتے ہو اپنے بھائی کی غیر حاضری میں اس کا پہرہ تک دے کر اس کی حفاظت کرو -

شر اور ایذاء سے حفاظت : ہمسایہ کا کسی کے شر اور ایذاء سے محفوظ رہنا بھی اس کے لئے بھلائی اور خیر کا موجب ہے - حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (تین بار) فرمایا کہ خدا کی قسم ! وہ شخص مومن نہیں ہے - آپؐ سے عرض کی گئی یارسول اللہ ! کون مومن نہیں ہے - 'قَالَ: اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ - ''

(بخاری کتاب الادب باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہٖ)

فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں یا اس کے اچانک واروں سے محفوظ نہ ہو -

کھلم کھلا شرارتیں ہوں یا اچانک اگر ساتھ ساتھ زندگی بسر کرنے والے کتنے ایذاء پہنچانے کے طریقوں میں

مصروف رہیں تو امن بالکل اٹھ جاتا ہے۔ جب کہ خیر پہنچانے سے معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ ایک وسیع معاشرہ اور گاؤں اور شہروں اور ملکوں کے ہمسایہ سے ''بوائق'' کہیں زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ اس لئے علاقائی سلامتی اور امن عالم کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ یہ سنہری تعلیم ہے جس پر عمل پیرا ہو کر عالمی اخوت قائم ہوسکتی ہے اور اس کی ذمہ داری محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والوں پر بھی ہے۔

بلا امتیاز نسل و مذہب خیر پہنچانا: یہاں معاشی، نسلی اور مذہبی تفریقات کے تناظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جو لوگ خیر اور شر کو تعصبات کی عینک سے دیکھتے ہیں اور اس کے مطابق ان کا کردار ہوتا ہے آپ نے انہیں نہایت سخت الفاظ میں تنبیہ کی۔

برائی برائی ہے جہاں بھی ہو اور جس سے بھی ہو لیکن جنہیں صرف بھلائی کی ہی تعلیم دی گئی ہے، وہاں برائی اور بھی نمایاں اور گھناؤنی نظر آتی ہے۔ اگر ہمسایہ کی مجبوری اور معذوری پر بجائے نیکی کا سلوک کرنے کے وہاں جرم کا ارتکاب کیا جائے ہمسایہ کی عزت وآبرو اور اموال پر ہاتھ ڈالا جائے تو ایسا انسان، انسانیت کے زمرہ میں نہیں آتا اس میں وحشت اور بہیمیت ہے وہ عقل سے کورا ہے اس کی وحشت اور بہیمانہ بدخصلت سے قانون مواخذہ نہ بھی کرے تو اس ظلم وزیادتی کا تدارک کرنے والے معاشرہ میں ہوشمند انسان ضرور سامنے آئیں گے۔ تورات کتاب خروج میں بھی یہ تعلیم ہے۔

> ''تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو اور اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ نہ کر۔'' (خروج ۲۰:۷)

یہ تو پرانے مذاہب کی تعلیمات ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء سے ہی قومی اخلاق کو برقرار رکھنا ضروری سمجھا گیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پُرحکمت زبان سے ان تعلیمات سے زیادہ جامع اور کامل تعلیم دی گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

> ''زنا حرام ہے خدا اور رسول نے اس کو حرام کیا ہے لیکن دس بدکاریوں سے بڑھ کر بدکاری یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ چوری حرام ہے اور رسول نے اس کو حرام کیا ہے لیکن دس گھروں میں چوری کرنے سے بڑھ کر ہے کہ کوئی ہمسایہ کے گھر سے کچھ چرالے۔''
> (الادب المفرد للبخاری باب حق الجار صفحہ ۵۰)

احادیث مذکورہ اسی مضمون کو بیان کر رہی ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس نسلی اور مذہبی تعصبات کا عفریت ان برائیوں میں نشوونما پا رہا ہے اور اس نفرت وعناد نے لوگوں کو برائیوں پر دلیر کر دیا ہے۔

ایذاء دہی سے ہمسائیگی چھوڑنا: کوئی ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو ایذاء پہنچانے سے باز نہ آئے تو اسے بھی یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اس گھر کو چھوڑ کر بہتر ہمسایہ تلاش کرے مگر برائی کے بدلہ میں برائی نہ کرے ابوداؤد کتاب الادب حق الجوار اور الادب المفرد باب شکایۃ الجار میں ہے کہ

(ترجمہ) ''ایک دفعہ ایک صحابی نے شکایت کی پھر دوسری اور تیسری مرتبہ بھی یہی شکایت کی کہ اس کا ہمسایہ اسے ستاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'تم اپنا سامان راستہ میں رکھ دو۔ اس صحابی نے ایسا ہی کیا۔ آنے جانے والوں نے جب حقیقت حال دریافت کی تو اس نے سب کچھ بتا دیا جس پر سب نے اس ہمسایہ کو برا بھلا کہا یہ دیکھ کر ستانے والا ایسا شرمندہ ہوا کہ وہ اس (صحابی) کو منا کر واپس گھر میں لایا اور وعدہ کیا کہ آئندہ نہ ستائے گا۔'' (ابوداؤد والادب المفرد للبخاری)

بھوکے ہمسایہ کا خیال: مومن کو یہ تعلیم ہے اور اس کے ایمان کی تکمیل کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ اس حکم میں بھی ہمسایہ (بھائی) آجاتا ہے مروت اور ہمدردی کا تقاضا بھی ہے کہ جو شخص خود آسائش سے رہے وہ دوسرے کی آسائش کا بھی خیال رکھے۔ حضرت عبداللہ بن المساور بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ انہیں حضرت ابن زبیرؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِىْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ''

(الحاكم في البرّ و البيهقى فى شعب الايمان- الادب المفرد صفحہ ۵۲)

یعنی مومن وہ نہیں جو خود سیر اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔

حسن اخلاق کی شہادت ہمسایہ سے: ہر معاشرہ میں اچھے پڑوسی کو پسند کیا جاتا ہے اور وہیں رہائش پسند کی جاتی ہے جہاں ہمسایہ حُسنِ اخلاق کے پیش آتا ہو اور ضرورت کے وقت یا غمی وخوشی میں ساتھ دیتا ہو۔ اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کس طرح معلوم ہو کہ میں اچھا عمل کر رہا ہوں یا بُرا کر رہا ہوں حضورؐ نے فرمایا:

''اِذَاسَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ، فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَاسَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ۔''

(ابن ماجه ابواب الزهد باب ثناء الحسن)

یعنی جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو تمہارا طریق عمل اچھا ہے اور جب انہیں یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم برے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویہ بُرا ہے۔''

(۲) حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِصَاحِبِہٖ وَخَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَا للّٰہِ خَیْرُھم لِجَارِہٖ"

(ترمذی ابواب البر والصلة باب ماجاء فی حق الجوار - الادب المفرد للبخاری باب خیر الجیران)

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ ساتھی اچھا ہے جو اپنے ساتھی کے لئے اچھا ہو اور ہمسائیوں میں سے وہ ہمسایہ اچھا ہے جو اپنے ہمسایہ کے لئے اچھا ہے یعنی اپنے ہمسایہ سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَہٗ......"

(بخاری کتاب الادب باب من کان یومن باللہ......)

کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے یعنی سچا مومن ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کو عبادات (قیام اللیل اور صوم النہار) پر ترجیح دی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔

"قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ فُلَانَۃً تَقُوْمُ اللَّیْلَ وَتَصُوْمُ النَّھَارَ وَ تَفْعَلُ وَ تَصَّدِقُ وَ تُؤْذِیْ جِیْرَا نَھَا بِلِسَانِھَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَلَا خَیْرَ فِیْھَا ھِیَ مِنْ أَھْلِ النَّارِ۔ قَالُوا: وَفُلَانَۃٌ تُصَلِّي الْمَکْتُوْبَۃَ۔ وَتُصَّدِقُ باثوار وَلَاتُؤْذِیْ اَحَداً۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ھِیَ مِنْ أُھْلِ الْجَنَّۃِ۔"

(الادب المفرد للبخاری باب لایؤذی جارہٗ۔ صفحہ ۵۴-۵۵)

(ترجمہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلاں عورت رات بھر قیام (عبادت) کرتی ہے اور دن کو روزے رکھتی ہے اور دیگر نیکیاں (صدقہ) وغیرہ بھی بجالاتی ہے مگر اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی نیکی نہیں ہے وہ اہل نار میں سے (دوزخی) ہے۔ اصحاب نے عرض کی۔ فلاں عورت صرف فرض نماز یں (صلوٰۃِ مکتوبۃ) ادا کرتی ہے اور کثرت سے صدقہ کرتی ہے مگر اپنے کسی پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتی (تو اس کا معاملہ کیسا ہے) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اہل جنت میں سے ہے۔

یہودی ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک: حضرت اقدس خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو معاشرہ قائم ہوا اس میں سچے مومن کی علامت اپنے ماحول اور معاشرہ میں ایک با اخلاق انسان بننا ہے۔ ہمسایہ کے حقوق اور اس کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں نسل و مذہب کی بنیاد نظر نہیں آتی۔ آپ کا اسوہ یہ ہے کہ بلا امتیاز ہر کسی مذہب وملت کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں:

"اَنَّهُ ذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ- فَجَعَلَ يَقُوْلُ لِغُلَامِهِ، اُهْدِيتَ لِجَارِنَا! أهبدِيْتَ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِیّ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُولُ مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوصِيْنِى بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّ سَيُوَرِّثُهُ-"

(الادب المفرد البخاری باب بدء الجار صفحہ ۵۰- ابو دائود ترمذی کتاب حق الجوار)

کہ آپ نے ایک دفعہ ایک بکری ذبح کی۔ ان کا ہمسایہ ایک یہودی بھی تھا۔ انہوں نے گھر کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم نے میرے یہودی ہمسایہ کو بھی تحفہ بھیجا۔ (دو دفعہ دریافت کیا) آپ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مجھے جبریلؑ ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید کرتے رہے کہ میں سمجھا کہ وہ اس کو ہمسایہ کے ترکہ کا حق دار بنا دیں گے۔"

ایک روایت میں ہے کہ فَابْدَأْ بِجَارِنَا الْيَهُوْدِى۔ کہ اپنے یہودی ہمسایہ سے تحفہ دینے کی ابتداء کرو۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی معاشرتی زندگی کے علاوہ سیاسی معاملات میں بھی ہمسایہ قبائل کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مدنی زندگی میں مدینہ کے قرب و جوار میں یہودی بستیاں اور قبائل تھے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے ساتھ آپؐ نے معاہدات کئے۔ ان سے باہمی تعلقات معاشرت بھی تھے۔ آپؐ نے ان معاہدات کو نبھایا اور اگر کہیں ان لوگوں نے بدعہدی کی تو اُن کو انہی کے قانون اور شریعت کے مطابق سزا نافذ کروایا۔ پس آج دوسری قوموں اور مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ معاشرتی، معاشی اور سیاسی تعلقات، معاہدات اور سفارتی روابط رکھنے میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا ہوگا اور بین الاقوامی فورم پر بھی اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار کے نقوش چھوڑنے ہوں گے۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو: امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدواران کا انٹرویو انشاء اللہ مورخہ ۹ اگست ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے صبح وکالت دیوان تحریک جدید میں ہوگا۔ اُمیدواران داخلہ کے لئے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائیں۔ درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، عمر اور مکمل پتہ درج کریں نیز واقفینِ نَو حوالہ وقفِ نَو بھی درج کریں۔

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ)

محترم کیپٹن حاجی احمد خاں ایاز صاحب کا ذکر خیر

ھنگری میں خدمت دین کی مساعی

از: مکرم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب روالپنڈی

تعارف: کھاریاں ضلع گجرات کے محترم کیپٹن حاجی احمد خاں ایاز صاحب کا نام یورپ کے ملک ھنگری میں داعی الی اللہ کی حیثیت سے ہمیشہ زندہ رہے گا- جنہوں نے نہایت اخلاص، جاں نثاری اور بڑی لگن سے خدمتِ دین کا فریضہ سرانجام دیا- آپ حضرت چوہدری کرم دین صاحب کسانہ رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اکلوتے فرزند تھے- ۱۹۰۹ء میں ۱۰؍ذوالحجہ کے دن پیدا ہوئے اور اس مبارک دن کی نسبت سے حاجی کا بابرکت نام ان کے اصل نام کا لاحقہ بن گیا-

خدمت دین کے لئے وقف کی سعادت: اکتوبر ۱۹۳۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے خطبہ جمعہ میں جماعت کو وقف کی تحریک فرمائی- آپ دہلی لاء کالج میں زیر تعلیم تھے- چنانچہ حاجی صاحب نے خود کو خدمت دین کے لئے پیش کر دیا- مئی ۱۹۳۵ء میں امتحان ختم ہوا تو ریلوے کے محکمہ میں ملازمت مل گئی جب مرکز سے بلاوا آ گیا تو ملازمت سے مستعفی ہو کر قادیان پہنچے- یہ ۱۹۳۵ء کی بات ہے کہ ایاز صاحب واقفین زندگی کے ہراول دستے میں اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے ساتھ عربی علوم اور حکمت کی کوئی کتاب بھی پڑھ رہے تھے ایک دن بہشتی مقبرہ کی طرف ہم پڑھنے کے لئے کھیتوں میں گئے تھے کہ ایاز صاحب بھی اس طرف نکل آئے ہم سے ملاقات پر انہوں نے کسی عربی عبارت کا ترجمہ ہم سے پوچھا جو ہمیں اتفاق سے معلوم تھا- ہم بقول ان کے ان سے چھوٹی عمر ہونے کے باوجود ان کے استاد بن گئے- اس طرح ہمارا یہ تعارف ایک تعلق خاطر میں تبدیل ہو گیا-

ھنگری کے لئے روانگی اور خدمات: اپنے والدین کا یہ اکلوتا فرزند ۱۹۳۶ء کے سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... کی خاص دعائیں لے کر اور ان کے ہاتھوں ہار پہنے قادیان سے بیرونی سفر پر روانہ ہوا تو اس جم غفیر میں خاکسار بھی موجود تھا-

ہنگری کے دارالحکومت بوڈاپیسٹ کے قیام کے دوران ایاز صاحب کو قادیان کے ایک اور مجاہد نوجوان مرحوم ابراہیم ناصر صاحب کی رفاقت حاصل رہی اور پولینڈ میں بطور مربی سلسلہ ایاز صاحب کے جانے کے بعد ابراہیم ناصر صاحب نے ان سے چارج لیا- ایاز صاحب کی داستانِ حیات طویل ہے میں اس جگہ قارئین کو ان کی خدمت سلسلہ کی ایک جھلک دکھاتا ہوں- بوڈاپیسٹ سے ایک روزنامہ نکلتا تھا جس کا نام تھا "Pastimaplo" اس اخبار کی ۱۸؍اپریل ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں ایک خاتون قلم کار نے جو مفصل مضمون لکھا ہے اس کے ایک اقتباس ترجمہ یہاں پیش کرتا ہوں: (باقی صفحہ ۲۷ پر)

''حاجی احمد خان ایاز مشرقی پیغام بر قانون اور ادب کی اسناد حاصل کئے اعلیٰ قابلیت کے شخص ہیں انہوں نے اپنی زندگی جماعت احمدیہ کے لئے وقف کی ہوئی ہے وہ اکا سٹاسٹریٹ پر ایک کمرہ میں فروکش ہیں۔ دیواروں پر چاروں طرف ہنگری کے اخبارات کے وہ آرٹیکل جو دین حق کی تعلیم اور سرگرمیوں سے متعلق شائع ہوئے لٹک رہے ہیں۔ ان کو بوڈاپیسٹ آئے صرف ایک سال کا عرصہ ہوا ہے اس دوران انہوں نے متعدد اخبارات کے نمائندوں کو بیان دئے اور اب تک انہوں نے ہماری زبان سیکھنے میں حیرت انگیز ترقی کی ہے اور ایسی ہی اچھی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔'' آگے چل کر اس خاتون نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ اب تک اہل ہنگری ایک سو سے زائد دین حق میں داخل ہو چکے ہیں۔ مسٹر ایاز اپنے آپ کو مشرقی لباس میں ملبوس رکھتے ہیں بلکہ اپنے مکان میں اس سے بھی زیادہ سادہ لباس میں رہتے ہیں''

کھاریاں کے یہ اولین لاء گریجویٹ ۱۹۷۱ء سے وہاں بھی بطور وکیل خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے چنانچہ کھاریاں کے ایک مقامی ہفت روزہ کھاریاں ٹائمز میں آپ کے ذکر خیر میں پورا ایک صفحہ تین کالمی ہیڈنگ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ مرحوم ایاز صاحب باغ و بہار اور پیار کرنے والی شخصیت تھے آپ کی بیویوں سے اولاد ہے بڑی اور بزرگ اہلیہ سے یوسف ایاز صاحب جو بنک آفیسر تھے اب ریٹائر ہو کر ایاز باغ کھاریاں میں رہتے ہیں اور دوسرے فرزند عادل ایاز صاحب جماعت اسلام آباد سے وابستہ ہیں اور ایک بیٹی ہے۔ دوسری اہلیہ مرحومہ سے تین بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ محترم ایاز صاحبنے کامیاب زندگی گزاری ہے۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد فرد تھا۔

اس سے قبل ۱۹۳۵ء کے دوران حضور نے ایاز صاحب کو ایک یہ اعزاز بھی بخشا کہ ان کی سپاہیانہ قابلیت دیکھ کر انہیں آل انڈیا نیشنل لیگ کور کا افسر اعلیٰ بنا دیا میں نے اپنے حلقہ کی کور کے ایک سپاہی کور کے طور پر ان کے ماتحت اس کور میں خود بھی کام کیا ہے۔ پھر خاکسار ۱۹۳۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے سری نگر میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے زیر اہتمام ہفت روزہ اخبار اصلاح کا مدیر معاون مقرر رہا۔ ۱۹۴۸ء کے نصف آخر میں یہ ہفت روزہ مسلمانان ریاست جموں وکشمیر کی ترجمانی کے جرم میں بلیک لسٹ میں آیا۔ پھر سنسر کی زد میں آ گیا۔ جب مجھے بھی کسی ناکردہ جرم میں ملوث کیا گیا تو میں حضور کے حکم سے پاکستان چلا آیا تو ایاز صاحب مرحوم سے پھر ملاقات ہوئی حتیٰ کہ اب چوہدری احمد جان صاحب مرحوم کی امارت کے زمانہ میں ہم نے باہم مل کر جماعتی خدمت بھی ایک ساتھ کی۔

ایاز صاحب کی نمایاں خدمت: ہنگری کے علاوہ انہوں نے پولینڈ اور چیکوسلواکیہ میں بھی جماعتی خدمات سرانجام دیں اور دوران پبلک ری لیشنگ کا خاصہ تجربہ اور ملکہ حاصل کیا تھا۔

۱۹۸۵ء کے لندن کے جلسہ سالانہ میں ہماری باہم ملاقات رہی اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے حکم کے تحت مکرم ایاز صاحب مرحوم ہنگری اور پولینڈ کا بھی دورہ کر کے آئے تھے اور بہت خوش تھے کہ خلافت رابعہ کی برکت سے ایک بار پھر انہیں ان ممالک میں اپنے پرانے دوستوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔

ایاز صاحب کے ذکر خیر کے مضمون کو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کے اس اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ آپ نے

باقی صفحہ ۲۷ پر

چند علمی نکات

حضرت سید میر محمد اسحاق ...... کی دلکش یادیں

مرسلہ: مکرم مولانا صوفی محمد اسحٰق صاحب

حضرت سید میر محمد اسحاق ...... جماعت احمدیہ کے ایک نہایت ہی روشن خیال، ایک مدبّر اور منتظم، بلند پایہ مقرر اور مناظر و محدّث تھے- قادیان میں جب بوقت ظہر درس حدیث دیا کرتے تو موسم گرما میں چلچلاتی دھوپ کے باوجود قادیان کے دور ونزدیک سب محلوں سے سینکڑوں احباب آپ کے اس درس میں شمولیت کے لئے جوق در جوق آیا کرتے تھے- آپ کئی سال جامعہ احمدیہ کے اُستاد اور پھر مدرسہ احمدیہ قادیان کے ہیڈ ماسٹر رہے اور لمبا عرصہ تک اسی عہدہ پر فائز رہے-

خاکسار کو حضرت میر صاحب سے شرف تلمذ مدرسہ احمدیہ ہی میں ہوا- مدرسہ احمدیہ کی چھٹی اور ساتویں جماعت میں آپ ہمیں تفسیر قرآن کریم اور علم کلام پڑھایا کرتے تھے- آپ کے بعض علمی نکات ایسے مدلل و معقول اور دلکش تھے کہ ان سے ایک صاحب بصیرت وجد میں آجاتا- آپ کے چند ایک نکات جو مجھے اکثر یاد آتے رہتے ہیں وہ میرے پاس آپ کی ایک امانت ہے جو مجھے احباب جماعت تک پہنچانی ضروری ہے-

(۱) قرآن کریم کی سورہ نساء آیت ۱۸ میں ہے- ''اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ......'' کہ اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے یا کرے گا جو جہالت سے کسی بدی کے مرتکب ہو جاتے ہیں- بعض لوگوں کے متعلق تو بے شک یہ مانا جا سکتا ہے کہ وہ نادانی سے کوئی بدی کر لیتے ہیں لیکن سب لوگوں کے متعلق تو یہ بات مانی نہیں جا سکتی وہ تو اچھے بھلے سمجھدار ہوتے ہیں اس لئے آپ اس آیت کریمہ کے یہ معنی کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ صرف اُن لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو غلبہ نفس کے ماتحت کوئی بدی کر لیتے ہیں- اب یہ معنی نہایت ہی لطیف اور معقول ہیں-

(۲) اسی طرح آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی بھی بہت ہی اعلیٰ تشریح کیا کرتے تھے جس میں حضورؐ فرماتے ہیں- لَایَزْنِیْ زَانٍ وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ اس حدیث کے سیدھے سادھے لفظی معنی تو یہ ہیں کہ کوئی مومن بوقت زنا مومن نہیں ہوتا لیکن یہ معنی معقول نظر نہیں آتے کہ ایک آدمی زنا کے وقت مسلوب الایمان ہو گیا- اس لئے آپ اس کی تشریح یوں کیا کرتے تھے کہ ایک زانی زنا کرتے وقت نورِ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے-

(۳) ایک نکتہ جو عیسائیت کے عقیدۂ کفارہ پر ایک بہت ہی کاری ضرب لگاتا، یہ ہے کہ جب حضرت مسیحؑ کو صلیب پر سے اتارا گیا تو ایک سپاہی نے آپ کے جسم کے ایک پہلو میں اپنا بھالا مارا تو اس سے خون اور پانی بہہ پڑے- اور خون کا بہنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ آپ ابھی مرے نہ تھے کیونکہ جب موت آجائے تو خون فوراً رک جاتا ہے- پس خون کا بہہ نکلنا

صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی موت ابھی واقع نہ ہوئی تھی اور جب یہ تسلیم ہو جائے کہ آپ یعنی حضرت مسیح صلیب پر مرے ہی نہیں تو کفارہ خود بخود باطل ہو گیا۔

(۴) ایک نکتہ جو مجھے بہت ہی پسند آیا تھا یہ ہے کہ قرآن کریم میں آتا ہے هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ یعنی اللہ تعالیٰ رحموں میں تمہاری تصویر بناتا ہے لیکن اس کے نہایت ہی لطیف اور دلکش معنی آپ یہ کیا کرتے تھے کہ نطفہ انسانی جو ایک قسم کا پانی ہے اس پر کسی انسان کی وہ تصویر کھینچنا جس کے مطابق اس نے پھر Develop ہو کر اس دنیا میں آنا ہے، یہ کام صرف خدا ہی کر سکتا ہے اس کے علاوہ دنیا کے کسی انسان کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ پانی پر کسی قسم کی کوئی تصویر کھینچ سکے کیونکہ تصویر تو رنگوں سے بنتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی رنگ سے کسی قسم کی کوئی تصویر پانی پر نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ رنگ فوراً پانی میں تحلیل ہو جائے گا۔

(۵) حضرت میر صاحب نہایت ہی حاضر جواب تھے۔ ایک دفعہ بمبئی میں ایک نابینا حافظ قرآن سے مناظرہ ہو رہا تھا۔ دورانِ مناظرہ حافظ صاحب نے یہ الزام لگایا کہ آپ احمدی لوگ قرآن کریم کی تاویلیں بہت کرتے ہیں۔ حضرت میر صاحب نے اسی وقت کھڑے ہو کر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔ ''مَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا'' اس آیت کے لفظی معنی یہ ہیں کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور رستہ کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر گمراہ۔ حافظ صاحب نابینا تو تھے ہی، وہیں کھڑے کھڑے گونگے بھی ہو گئے یعنی بول بھی نہ سکے۔ کیا جواب دیتے؟ اگر کہتے کہ تاویل نہیں ہو سکتی تو یہاں تو اندھے ہیں ہی آخرت میں بھی اندھا رہنا پڑتا ہے اور اگر کہتے کہ یہاں تاویل ضروری ہے تو پھر مناظرہ میں ناکام ٹھہرتے۔

یہ اس عظیم واجب الاکرام استاد کے چند علمی نکات ہیں جبکہ سینکڑوں اور ہزاروں احباب کے دلوں میں آپ کے علمی نکات کے نقوش ثبت ہیں۔

(بقیہ از صفحہ ۲۴) ایاز کے بارہ میں فرمایا ''اس احمدی لڑکے نے ثابت کر دیا ہے کہ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے نوجوان موجود ہیں کہ جب کام کا وقت آئے خواہ حالات کچھ ہوں وہ کام کر کے دکھا سکتے ہیں'' حضور نے اس موقع پر ایاز کے کردار پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ''ہمارے نوجوانوں میں روح موجود ہے اگر اسے اُبھارا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں ایسے افراد موجود ہیں جو ہر قربانی کر کے کام پورا کریں گے'' (تفصیل کے لئے دیکھئے خطبہ جمعہ ۶ دسمبر ۱۹۳۵ء)

اللہ تعالیٰ نئی پود کے نوجوانوں اور ان مربیان کو جو اس میدان میں مصروف عمل ہیں اس طرح کی قربانیاں دینے کی توفیق عطاء کرے جو احمدیت کو چار چاند لگانے کا موجب ہوں۔ مرحوم ایاز صاحب کی خودنوشت کتاب زندگی اس قابل ہے کہ ان کے صاحبزادے یوسف ایاز صاحب نئی نسل تک سبق آموز حالات و مشاہدات و تجربات پہنچانے کے لئے شائع کریں۔ محترم ایاز صاحب بفضل تعالیٰ موصی تھے تقریباً ۹۳ سال کی عمر پائی ۳۰ راپریل ۲۰۰۱ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے ان کے احباب اور لواحقین کو ان کے نیک نمونہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مکتبِ مصطفیٰ ﷺ

جو کوئی مصطفیٰ سے ملتا ہے — بالیقین وہ خدا سے ملتا ہے

راحتِ جاں، سکون قلب حزین — نعتِ خیرالوریٰ سے ملتا ہے

سرمہءِ چشمِ معرفت کا سراغ — آپؐ کی خاکِ پا سے ملتا ہے

ذاتِ باری کی ہر صفت کا نشان — آپؐ کی ہر اَدا سے ملتا ہے

منزلِ علم و آگہی کا پتہ — آپؐ کے نقشِ پا سے ملتا ہے

درس انصاف و عدل و احساں کا — مکتبِ مصطفیٰؐ سے ملتا ہے

نورِ ایمان کا ہر اک لمحہ — فیضِ شمس الضحٰی سے ملتا ہے

حیرت انگیز تھی شبِ معراج — ایک بندہ خدا سے ملتا ہے

کون ہے عکسِ داورِ محشر — نقش کس کا خدا سے ملتا ہے

مے عرفان و جام حبِ نبیؐ — سب خدا کی رضا سے ملتا ہے

ہیں جو خدام سیّدُ الابرار — ان کا رشتہ خدا سے ملتا ہے

کس طرح ہو شمار اس کا سلیم — رات دن جو خدا سے ملتا ہے

انتخاب از کلام- سلیم شاہجہانپوری- کراچی

لائبریریاں - معاشرتی ترقی اور تہذیب کی علامت

از: مکرم محمد سعید اختر صاحب - دار السلام لاہور

صدیوں پیشتر انسان نے جب تہذیب و تمدن کو اپنایا اور لکھنا پڑھنا سیکھا تو اسے یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ اپنی تحریروں کو محفوظ کرے تا کہ بعد میں آنے والی نسلیں اس کے کارناموں اور تاریخ سے واقف ہوسکیں - اس طرح اس نے لائبریریوں کو انسان کے ارتقاء اور تہذیب کی علامت قرار دیا - وقت کے ساتھ ساتھ انسان کا یہ شوق بڑھتا چلا گیا اور پھر انفرادی حیثیت سے اجتماعی شکل اختیار کر لی یوں علم و ادب سے تعلق رکھنے والوں نے کتابیں جمع کرنی شروع کر دیں اور کتب خانوں اور لائبریریوں کا وجود عمل میں آیا پھر ان لائبریریوں کے قیام میں ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے جو اہلِ ثروت اور علم دوست تھے - تاریخ میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ نادر و نایاب کتابوں کو جمع کرنے کا رُجحان عام ہو گیا اور ساری دنیا میں کتب خانے قائم ہو گئے انفرادی سطح پر بھی اور سرکاری سطح پر بھی - آج دنیا کے تمام ممالک میں نجی اور سرکاری کُتب خانے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں -

چونکہ ہمارا تعلق ایک ترقی پذیر ملک سے ہے اس لئے ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے - معاشرہ کو جدید سائنسی اصولوں پر استوار کرنا وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے - اس کے لئے کتب خانوں کو فروغ دینا اور مطالعہ کی عادت کو راسخ کرنا ضروری ہے - علم کا اصل مقصد یہ ہے کہ کل کا انسان آج کے انسان سے بہتر ہو اور اسے آج کے مقابلے میں بہتر ماحول اور سہولتیں میسر ہوں - کتابیں اس مقصد کے لئے معاون ثابت ہوتی ہیں - ذوق مطالعہ کے ارتقاء کے ساتھ کتابی صنعت بھی نشو و نما پاتی ہے - جیسا کہ مغربی ممالک نے کوئی ۷۰ سال قبل شعوری طور پر عادات مطالعہ کی نشو و نما کے لئے کام کا آغاز کر دیا تھا اور یہ اسی کا ثمر ہے کہ آج ان کی نہ صرف کتابی صنعت بامِ عروج پر ہے بلکہ وہاں کے عوام میں مطالعاتی شعور بھی خاصا بلند ہے -

لائبریریوں میں ہر قسم کا مذہبی، دینی، معاشرتی، تاریخی، سماجی لٹریچر کتابوں اور رسالوں کی صُورت میں موجود ہوتا ہے جس سے زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے قارئین مثلاً صحافی، دانشور، مصور، وکلاء، ادیب، اساتذہ اور طالب علم غرض تمام پڑھے لکھے افراد لائبریری سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں -

ماضی میں کتاب سازی ایک فن تھا آج ایک منظم سائنس ہے - ماضی میں کسی کا لائبریرین بن جانا محض اتفاق ہوتا تھا - مگر آج ایک با قاعدہ پیشہ ہے - ماضی میں کتب خانہ ایک علمی ادارہ تھا - آج ایک معاشرتی ضرورت ہے جس طرح کسی باذوق پڑھے لکھے فرد کو جب اپنی تعلیمی اور تحقیقی کاوش کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اسے محدود ذاتی روابط و ذرائع کے علاوہ بسا اوقات قومی کتب خانوں یا تعلیمی کتب خانوں سے ڈھونڈتا ہے - اس بات کا احساس روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، کہ کتب خانہ ایک ضروری اور مؤثر ذریعہ تعلیم ہے اور اس کے ممکنات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا

باقی صفحہ ۳۶ پر

شانِ کریمی

از: مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب

خدائے ذوالعجائب بڑا رحیم وکریم اور نکتہ نواز ہے- بسا اوقات بظاہر معمولی سی نیکی پر اتنا نواز تا ہے کہ انسانی عقل عش عش کر اٹھتی ہے- پیاسے کتے کو پانی پلانے پر ایک فاحشہ کے ساری عمر کے گناہ بخش دیتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اُسے اپنی مخلوق کی ہمدردی بہت عزیز ہے- کیوں نہ ہو "اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہ" مخلوق خدا کا کنبہ ہے- اس ضمن میں دو واقعات حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "محاضرۃ الابرار ومسامرۃ الاخیار" المعروف "مسامرات" سے ہدیہ قارئین ہیں-

(۱)　اس واقعہ کو ابن عربیؒ نے زیر عنوان "فضل مواساۃ اھل البیت و ایثارھم بالنفقۃ علی الحج الی البیت" یعنی اہل بیت کی غمخواری اور حج بیت اللہ کے مقابلہ میں اُن پر خرچ کو ترجیح کی فضیلت درج کیا ہے، لکھتے ہیں- "حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے بیان کیا- کہ پرانے لوگوں میں سے ایک شخص کو حج کرنے کی شدید تڑپ تھی- اس شخص کا اپنا بیان ہے- کہ میں نے دل میں خیال کیا- کہ حجاج کرام بغداد میں وارد ہوئے ہیں- کیوں نہ اُن کے ہمراہ ہی روانہ ہو جاؤ- اس غرض سے بازار جا کر سامان حج خرید کرنے کی نیت سے پانصد دینار اپنی آستین میں رکھ لئے- بازار جاتے ہوئے راستہ میں ایک جگہ ایک خاتون نے مجھے روک کر کہا- اللہ تجھ پر رحم کرے- میں سادات خاندان کی عورت ہوں- میری بیٹیاں لباس میسر نہ ہونے کے باعث عریانی سے دوچار ہیں- اور ہم چار دن سے بھوک کا شکار ہیں- خاتون کی باتیں میرے دل میں...... پیوست ہوگئیں- میں نے وہ پانصد دینار اس کی (ضرورت کے پیش نظر) چادر کے کونے میں ڈال دئے- اور اس سے کہا- محترمہ! گھر لوٹ جایئے- اور اس رقم سے اپنا وقت بسر کیجئے- خاتون اللہ کی حمد کرتی ہوئی واپس لوٹی- اللہ تعالیٰ نے اس سال شوقِ حج کی حلاوت میرے دل سے دُور کر دی- اس اثنا میں لوگ حج کے لئے روانہ ہوگئے- اور پھر فارغ ہو کر واپس لوٹ آئے- میں نے سوچا کیوں نہ اپنے دوستوں سے ملاقات بھی کر آؤں اور صاحب سلامت بھی ہو جائے- چنانچہ میں ایک ایک دوست کی خدمت میں حاضر ہوا- پہلے سلام کرتا اور پھر کہتا- "قَبِلَ اللّٰہُ حَجَّکَ وَشَکَرَ سَعْیَکَ-" اللہ تیرا حج قبول کرے اور تیری سعی کی جزا دے ہر ایک نے جواباً مجھے کہا- "وَاَنْتَ قَبِلَ اللّٰہُ حَجَّکَ...... کہ اللہ تیرا حج بھی قبول کرے- ہر ایک سے یہ سن کر مجھے سخت تعجب ہوا- رات کو اسی حالت استعجاب میں سو گیا- خواب میں کیا دیکھتا ہوں- کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں لوگوں کی طرف سے حج کی مبارکباد پر حیران نہ ہو- تو نے ایک ضعیف غمزدہ عورت کی فریادرسی- اس نے خدا کے حضور تیرے حق میں دعا کی- خدا نے تیری صورت کا ایک فرشتہ تخلیق کر دیا- جو ہر سال تیری طرف سے حج کرے گا......" (الجزاء الثانی صفحہ ۸۸)

(۲)　یہ واقعہ حضرت ابن عربیؒ نے ابوالفرج ابن الجوزیؒ کی کتاب "مثیر الغرام الساکن" کے حوالہ سے رقم فرمایا ہے- لکھتے ہیں کہ "سلف میں سے ایک شخص نے بیان کیا- کہ میں نے حج کی نیت کی- میرے پاس آٹھ صد درہم تھے- ایک روز کسی ضرورت سے میں نے اپنے بیٹے کو پڑوسی کے ہاں بھیجا- لڑکا روتا ہوا واپس لوٹا- پوچھا کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ ہمسائے

کے گھر میں گوشت پکا ہوا ہے- مجھے بھی گوشت کھانے کی شدید خواہش ہوئی -مگر انہوں نے مجھے کھلانے سے انکار کر دیا- یہ سن کر میں ہمسایہ کے گھر گیا- اور اس کی بدسلوکی پر سرزنش کی- ہمسایہ رو پڑا- اور کہنے لگا تو نے مجھے اپنا حالِ زار ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا ہے ہم نے پانچ روز سے کچھ نہیں کھایا تھا- تو بخوبی جانتا ہے کہ تیرے بیٹے کو حلال کھانا میسر ہے- اور ہمارے ساتھ کھانا اس کے لئے جائز نہ تھا- میں یہ سن کر سخت پشیمان ہوا- اور دل میں کہا- تیرے نصیب میں بھلا نجات کہاں- جبکہ تیرے پڑوس میں اس قسم کے لوگ موجود ہیں اور تو حج کی تیاری کرتا پھرتا ہے!!! انہی خیالات میں ڈوبا ہوا گھر لوٹا- آٹھ صد درہم لئے- اور واپس جا کر ہمسائے کے حوالہ کر دیئے- ادھر حج شروع ہو گیا- عرفہ کی شب خواب میں حضرت ذوالنون مصریؒ (ابوالفیض ثوبان متوفی ۲۴۵ھ...... مترجم) کو میدان عرفات میں دیکھتا ہوں- کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے- ''اے ذوالنون کیا تو یہاں انبوہِ کثیر دیکھ رہا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا- ہاں- اُس نے کہا- ان میں سے کسی نے حج نہیں کیا سوائے ایک شخص کے جو یہاں حاضر نہیں- مگر اس نے اپنی ہمت سے حج کر لیا ہے- اور محض اس کی بدولت ان سب کو اللہ تعالیٰ نے حج کا ثواب عطا فرما دیا ہے- حضرت ذوالنونؒ نے پوچھا- وہ کون خوش قسمت ہے- کہنے والے نے کہا- وہ شخص دمشق میں ہے- چنانچہ ذوالنونؒ دمشق گئے- اس کا سراغ لگایا اور اس کے پاس حاضر ہو کر اُسے سلام کہا-''

(الجزاء الاول صفحہ ۱۶۹)

تبصرہ- سیرت حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال:

مرتبہ: امۃ الشافی صاحبہ سیال و محمد صفدر نذیر صاحب گولیکی (مربی سلسلہ احمدیہ)

صفحات: ۴۱۷- قیمت: ۱۵۰ روپے- ملنے کا پتہ ۴۹۱ ڈی فیصل ٹاؤن لاہور

زیر نظر کتاب ''سیرت حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال'' تقریباً نصف صدی پر محیط ایک تاریخی دستاویز ہے جو ایک بزرگ باپ کے بزرگ فرزند کی داستان ہے- آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زمانہ میں تحریک وقف پر لبیک کہنے والے تھے- ایک کھاتے پیتے بااثر گھرانے کے چشم و چراغ، اعلیٰ تعلیم یافتہ کا خدمت دین کیلئے آگے آنے والا یہ سعید اور نیک فطرت وجود ہمیشہ خدمت دین کے لئے مستعد نظر آیا- خواہ وہ عیسائیت کا مرکز انگلستان ہو یا ہندوستان میں ''شدھی'' کا میدان- حضرت چوہدری صاحب کی خدمات نہایت قابل قدر اور تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے رقم کئے جانے کے قابل ہیں- آپ نے انگلستان میں مشن کی بنیاد نہایت نامساعد حالات میں رکھی اور حضرت المصلح الموعود...... کی ہدایات پر نہایت اعلیٰ فہم و فراست سے ایک مضبوط مرکز قائم کیا- پھر ایسے ہی حالات آپکو برصغیر ہند میں پیش آئے مگر آپ نے بڑی محنت اور قربانی سے شدھ کرنے کی یلغار کو روکا-

کتاب ہذا میں حضرت چوہدری صاحب کے ذاتی اور خاندانی حالات بھی بڑے ایمان افروز معلومات افزا ہیں- جو یقیناً احمدی احباب کی دلچسپی کا موجب ہوں گے- کتاب کا ایک بڑا حصہ مکرم محمد صفدر نذیر گولیکی (مربی سلسلہ احمدیہ) کے تعلیمی دور کا گرانقدر مقالہ ہے- محترمہ امۃ الشافی صاحبہ نے خاندانی اور ذاتی حالات جمع کرنے میں بڑی محنت کی ہے تاہم کتاب کی طباعت میں غالباً عجلت پروف کی غلطیوں کا باعث بنی ہے- (ایڈیٹر)

درازیٔ عمر کا نسخہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''......سب آدمی اپنے اپنے کام اور غرض سے جس کے لئے وہ آئے ہیں واقف نہیں ہوتے - بعض کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ چوپایوں کی طرح کھا پی لینا - وہ سمجھتے ہیں کہ اتنا گوشت کھانا ہے - اس قدر کپڑا پہننا ہے وغیرہ اور کسی بات کی ان کو پروا اور فکر ہی نہیں ہوتی - ایسے آدمی جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر یک دفعہ ہی ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے -

لیکن جو لوگ خدمت دین میں مصروف ہوں ان کے ساتھ نرمی کی جاتی ہے - اس وقت تک جب تک وہ اس کام اور خدمت کو پورا نہ کرلیں -

انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اُس کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے - یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکہ نہیں چلتا جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا -

پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاء کلمۃ (......) میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے - اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے یونہی چلی جاتی ہے -

ایک صحابی کا ذکر ہے کہ اس کے ایک تیر لگا اور اس سے خون جاری ہو گیا - اُس نے دُعا کی کہ اے اللہ عمر کی تو مجھے کوئی غرض نہیں ہے - البتہ میں یہود کا انتقام دیکھنا چاہتا تھا جنہوں نے اس قدر اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں - لکھا ہے کہ اسی وقت اس کا خون بند ہو گیا جب تک کہ وہ یہود ہلاک نہ ہوئے اور جب وہ ہلاک ہو گئے تو خون جاری ہو گیا اور اس کا انتقال ہو گیا -''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۶۳)

مُرسلہ: ابوالاحسن - نارتھ کراچی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں - اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا - اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی - اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے - تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے - پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو - اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے -'' (رسالہ الوصیت)

مجلس انصاراللہ جرمنی کے تیئسویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا انصار اللہ کے نام اہم پیغام

دین کی اشاعت اور نظام خلافت کی اطاعت اور اس کی حفاظت کے لیے مستعد رہنے کی نصیحت

مجلس انصار اللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۳-۲۵ مئی ۲۰۰۳ء کو بادھوم برگ کے مقام پر منعقد ہوا جس میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ اہم پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

لندن
۱۶-۵-۲۰۰۳

پیارے انصاراللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوئی ہے کہ جماعتہائے احمدیہ جرمنی کے انصار۔ اللہ کے فضل سے اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس اجتماع کو بہت برکت بخشے اور اس میں شامل ہونیوالوں کو اپنی برکت اور رحمت سے حصہ وافر عطا فرمائے۔

آپ سب لوگ وہ چنیدہ افراد ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ۔ کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا (کہ) کون ہیں جو اللہ کی طرف راہ نمائی کرنے میں میرے انصار ہوں؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔

پس اے مومنو! تم اللہ کے دین کے لیئے مددگار بن جاؤ۔ اگرچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی بیعت کرنے والے سب کے سب آپ کے انصار ہیں لیکن حضرت مصلح موعود نے جماعت کے ان افراد کا نام ''انصاراللہ'' رکھا جنکی عمر چالیس سال سے زائد ہے تا کہ ہمیشہ ان کے مدنظر یہ رہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لیے ہمیشہ صف اوّل میں رہنے کا عہد کیے رکھنا ہے۔ پس اس پہلو سے آپ پر بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور وہ ذمہ داریاں اجمالاً انصاراللہ کے عہد میں بیان کر دی گئی ہیں جسے آپ اپنے اجلاس میں دہراتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ (......) احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کے لیے آخر دم تک جدوجہد کرنی ہے اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا ہے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے۔ اور ان کے دلوں میں خلیفۂ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے یہ اتنا بڑا اور عظیم الشان نصب العین ہے کہ اس پر پورا اُترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور

دیوانگی چاہتا ہے۔

پس اس بابرکت اجتماع کے موقع پر میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس اجتماع سے یہ عزم کر کے گھروں کو لوٹیں کہ نظام خلافت کی حفاظت کے لیے ہر دم تیار رہیں گے اور خلافت احمدیہ کے خلاف ہر شرارت کا سر کچل کر رکھ دیں گے۔

جماعت جرمنی خدا تعالیٰ کے فضل سے (دین) کی اشاعت اور تبلیغ کے لیے بڑا اہم کام کر رہی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ آپ سے خوش گئے ہیں۔ اس لیے اب آپ کا فرض ہے کہ آپ نے اسی جذبہ کو ہمیشہ زندہ اور قائم رکھنا ہے۔ اس کے لیے آپ کا قدم آگے سے آگے بڑھنا چاہیئے آپ نے خلیفہ رابعؒ کی دعائیں لی ہیں اور آپ ان کے دل کے قریب رہے ہیں۔ میری دعائیں بھی ہر وقت آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق بخشے۔ خدا آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ آپ کی مشکلات دور فرمائے۔ آپ کو ہر قسم کی برکتوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

روئیداد سالانہ اجتماع منعقدہ ۲۴-۲۵ مئی ۲۰۰۳ء بمقام بادھومبرگ

مجلس انصاراللہ جرمنی نے اجتماع کی تیاری کا کام سال رواں کے آغاز کے ساتھ ہی شروع کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں ہدایات و راہنمائی اور اس کے بابرکت ہونے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط تحریر کیے جاتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کے ساتھ اجتماع جرمنی کے لیے اپنا نمائندہ بھجوانے کی درخواست بھی کی گئی۔ چنانچہ حضور انور نے مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی بعض سفر کی مشکلات کے باعث مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو۔کے۔ کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔

اجتماع کی تیاری: اس اجتماع کی تیاری اور انتظامات کے لیے مکرم چوہدری عبیداللہ باجوہ صاحب کو منتظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے انتظامات کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا اور ان کی نگرانی کے لیے نائب منتظمین کا تقرر کیا۔ چنانچہ تمام منتظمین اور معاونین کے تعاون سے اجتماع کو کامیاب بنانے کے لیے شب و روز محنت کی اور بعض خدام نے کمپیوٹر اور بعض دیگر امور میں بھرپور تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ

۲۲ مئی کو مکرم منتظم اعلیٰ صاحب نے بادھومبرگ میں ہال، مقام اجتماع اور پارکنگ کا موقعہ پر تفصیلی جائزہ لیا اور دفاتر کے تعین اور دیگر اُمور سے متعلق ہدایات دیں۔ مقام اجتماع میں ہال کے باہر طعام گاہ اور دفاتر وغیرہ کی تیاری اور صفائی کے لئے ۲۳ مئی بروز جمعہ ۳:۳۰ بجے وقارِ عمل شروع کیا گیا۔ مختصر وقت میں احباب نے بڑی محنت سے وقارِ عمل کے ذریعہ ہال اور مقام اجتماع میں واقعہ دیگر جگہوں کی صفائی، تیاری اور تزئین کے کام کو صبح ۳:۳۰ تک مکمل کیا اس وقارِ عمل میں قریباً ۱۲ گھنٹے صرف ہوئے اور ۱۵۰ انصار اور خدام نے حصہ لیا۔

افتتاحی اجلاس: مورخہ ۲۴ مئی کو حضور انور کے نمائندہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو۔کے تشریف لائے اور ان کی آمد کے ساتھ ہی ۱۰:۴۵ بجے اجتماع کے پروگرام کا آغاز پرچم کشائی اور دعا سے ہوا۔

افتتاحی اجلاس مکرم رفیق احمد حیات صاحب (نمائندہ حضور انور) کی زیر صدارت ۱۱ بجے شروع ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے پڑھ کر سنایا (اس پیغام کا متن اس روئیداد کے ابتداء میں دیا گیا)

افتتاحی خطاب میں نمائندہ حضور اقدس نے یورپی معاشرہ میں انصاراللہ کے کردار اور تربیت اولاد کے سلسلہ میں ذمہ داریوں پر کی طرف توجہ دلائی۔

دوسرا اجلاس: دوسرے اجلاس میں تلقین عمل کا پروگرام زیر صدارت نمائندہ حضور انور ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب نے ''انصاراللہ کی ذمہ داریوں'' کے موضوع پر کی بعدہٗ مکرم حیدر علی ظفر صاحب نے اطاعتِ نظام کے موضوع پر کی۔ اجتماع کے پہلے روز دینی معلومات کا تحریری امتحان بھی لیا گیا۔

دوسرے روز ۲۵ مئی کو ایم ٹی اے کی ٹیم نے مکرم رفیق احمد حیات صاحب نمائندہ حضور اقدس اور مکرم صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ اس موقعہ پر ورزشی مقابلہ جات نومبائعین کے علمی مقابلہ جات اور مقابلہ بیت بازی بھی ہوئے۔

اختتامی اجلاس: مورخہ ۲۵ مئی کو ۳:۳۰ بجے اختتامی تقریب زیر صدارت مکرم رفیق احمد حیات صاحب شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد سیکرٹری اجتماع نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد صدر اجلاس نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات نیز شعبہ جات کی کارکردگی میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار اور مجالس میں انعامات تقسیم فرمائے۔ امسال مجلس Reinheim ریجن Hessen darrnstadt۔ علَم انعامی کی مستحق قرار پائی مجلس کے زعیم مکرم چوہدری محمد انور صاحب نے علَم انعامی وصولی کیا۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے انصار سے خطاب کیا۔ آپ نے یورپی معاشرہ میں بچوں کی تربیت اور نوجوانوں کی شادی بیاہ کے مسائل اور دیگر اُمور کے

حل کی طرف حاضرین کو متوجہ فرمایا آپ نے پیار محبت سے بچوں کی تربیت پر زور دیا۔ اس کے بعد نمائندہ حضور انور نے اپنے صدارتی خطاب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی سیرت طیبہ کو بیان کرتے ہوئے آپ کے پُر شفقت طریقِ تربیت کے بعض واقعات بیان فرمائے۔ آپ نے بچوں سے پیار اور محبت کا تعلق بڑھانے اور اس کے لئے کم از کم ایک وقت کا کھانا بچوں کے ساتھ کھانے اور وقفِ نَو بچوں کی تربیت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے پر زور دیا۔

آخر میں مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی نے نمائندہ حضور انور، وفد کے ارکان اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ الحمد للہ یہ اجتماع ۶:۳۰ بجے دعا کے ساتھ یہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مجلس انصار اللہ جرمنی کی کل ۲۱۸ مجالس میں سے امسال ۲۱۵ مجالس کی اجتماع میں نمائندگی ہوئی جب کہ گذشتہ سال ۱۶۹ مجالس کی نمائندگی تھی۔ مجموعی طور پر ۲۰۸۳۔ احباب نے اجتماع میں شرکت کی۔ جبکہ بعض نومبائعین نے بھی شرکت کر کے اجتماع کے پروگراموں میں دلچسپی لی۔ اجتماع میں جرمن، انگلش، بوزنین اور البانین زبانوں کی ترجمانی کا انتظام بھی موجود تھا۔ (رپورٹ سیکرٹری سالانہ اجتماع)

(بقیہ از صفحہ ۲۹) روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، کہ کتب خانہ ایک ضروری اور مؤثر ذریعہ تعلیم ہے اور اس کے ممکنات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ کتب خانہ نہ صرف کتابوں کی حفاظت کی ایک جگہ ہے بلکہ ترویج علم کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس طرح اس کی ہیئتِ ترکیبی میں کئی عناصر شامل ہیں۔ جن میں لٹریچر، سمعی و بصری معلومات، مائیکرو فلمز، ریکارڈز، فوٹو کاپی اور دیگر تمدنی عناصر شامل ہیں۔ ہنگامی بنیادوں پر کتب خانوں کو فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنے وسائل کے مطابق ہر حلقہ کے صدر مقام پر ایک لائبریری قائم کرنی چاہیے جہاں مختلف نوعیت کی مذہبی، ادبی، علمی کتابیں، رسالے اور اخبارات مہیا ہوں اور لوگ وہاں بیٹھ کر مطالعہ کر سکیں۔ قصبہ، تحصیل اور ضلع کی سطح پر عوامی کتب خانے کھولے جائیں اس طرح ملک میں خواندگی کی شرح بڑھ سکتی ہے۔

یونیسکو کی علاقائی زبان کے سیمینار میں جو ۱۹۷۵ء میں کوالالمپور میں منعقد ہوا۔ اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ نہ صرف ہر سکول، کالج اور جامعہ میں لائبریری کا قیام ضروری ہے بلکہ ہر کلاس روم میں ایک لائبریری ہونی چاہیے۔ یہ بات اگرچہ سردست ہمارے محدود وسائل کے پیشِ نظر مستقبل قریب میں ممکن نہیں تاہم یہ ممکن ہے کہ دیہات اور دُور افتادہ علاقوں میں موبائل لائبریریاں قائم کی جائیں تاکہ ہر معمولی پڑھا لکھا دیہاتی اس سے فیض یاب ہو سکے۔

تقریبِ نکاح: ماہنامہ انصار اللہ کے کمپوزیٹر مکرم صداقت احمد محمود صاحب کی نسبتی ہمشیرہ عزیزہ نادیہ مبشرہ صاحبہ بنت مکرم محمد صدیق صاحب (آف عوامی کریانہ سٹور) کے نکاح کا اعلان بہ ہمراہ عزیزم وسیم احمد صاحب ولد مکرم محمد اسلم شیخ صاحب حال مقیم لندن مورخہ ۲۷ جون ۲۰۰۳ء مکرم نصر اللہ خاں ناصر صاحب ایڈیٹر انصار اللہ نے کیا۔ عزیزہ نادیہ مبشرہ صاحبہ مکرم فقیر محمد صاحب کشمیر ہوٹل کی پوتی اور مکرم صوبیدار شمس الدین صاحب کی نواسی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نکاح ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین (ادارہ)

اچھی صحت برقرار رکھنے کے اصول

از: مکرم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب، ڈاگ کالونی، کراچی

پچھلے سوڈیڑھ سوسال میں بہت سی بیماریوں کی وجوہات دریافت ہوئی ہیں اور یہ پتہ چلا ہے کہ بیماریوں میں جراثیم کا بڑا دخل ہے۔ جو جراثیم جو بیماری پیدا کرتے ہیں وہ کئی قسم کے ہو سکتے ہیں بعض عام خوردبین سے نظر آ جاتے ہیں جبکہ بعض بہت چھوٹے جراثیم جن کو virus کہتے ہیں وہ اپنے اثرات کے ذریعہ سے پہچانے جاتے ہیں اور کچھ کو بہت طاقتور خوردبین جسے الیکٹران مائیکروسکوپ کہا جاتا ہے، کے ذریعہ سے دیکھا جاتا ہے۔

وائرس کی بیماریوں سے بچاؤ: ایسی بیماریاں جو ان جراثیم کی وجہ سے ہوتی ہیں ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے جو ہر ذہن میں پیدا ہوتا ہے ان جراثیم کے خلاف سب سے بڑا دفاع ایک صحتمند جسم ہے انسانی جسم میں ہاتھ پاؤں میں گوشت، ہڈیاں، رگیں اور خون کی نالیاں ہوتی ہیں اور زندہ جسم میں ہر لمحے خون حرکت میں رہتا ہے پھر دل ودماغ، اعضائے رئیسہ معدہ اور آنتیں وغیرہ اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں ان تمام کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط فصیل خدا تعالیٰ نے انسان کو ودیعت فرمائی ہے جسکا نام ''جلد'' ہے جو بیرونی خطرات سے انسان کو محفوظ رکھتی ہے اور ہر حملہ کا پہلا دفاع انسان کی جلد کرتی ہے۔ جسم میں جہاں پر جلد ختم ہوتی ہے وہاں جسم کے اندرونی اعضاء کی جھلیاں جنہیں Mucous Membrance کہتے ہیں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی دفاع کا اہم کام کرتی ہیں۔ غرض بیماری سے محفوظ رہنے کے لئے اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے سب سے ابتدائی کام صحتمند جلد اور اندرونی جھلیاں کرتی ہیں۔ ان کی صحت کو قائم رکھنے کے لئے انسان کیا کر سکتا ہے؟

ماحول کی صفائی: کسی بھی ملک کے عوام کی صحت وتندرستی اور خوشحالی کا اندازہ وہاں کی صفائی، پاکیزگی اور وسائل کی فراوانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ہم ان پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں جن کی بناء پر صحت کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔

ماحول کی آلودگی اور گندگی انسانی اور حیوانی صحت کے لئے مضر ہے۔ بعض لوگ اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے اپنے گھر کے آگے ہی پھینک دیتے ہیں۔ جو تمام گلی میں پھیل کر مزید گندگی کا باعث بنتا ہے اکثر گھروں میں پانی کی نکاسی کا انتظام بہتر نہیں ہے جسکی وجہ سے استعمال شدہ پانی گلیوں میں پھیل جاتا ہے۔ جس میں یہ کوڑا کرکٹ شامل ہو کر جراثیم پیدا کرتا ہے اور تمام علاقہ مچھروں اور دیگر حشرات کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ اپنے ماحول کو صاف رکھنے کا مطلب صرف گھر کی صفائی کر لینے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں گلی، محلہ، بازار، شہر اور پھر ملکی سطح پر پاکیزہ ماحول تشکیل دینا شامل ہے۔

صحت کو برقرار رکھنے کے چند اصول: (۱) عمومی جسمانی: جلد کو صاف رکھنے کے لئے پانی کا استعمال

ضروری ہے- چنانچہ صرف ستھرے پانی سے ہاتھ، منہ، پاؤں، بالوں اور ایسی تمام جگہوں کو دھونا ضروری ہے- جہاں گندگی لگی ہوئی ہو- چنانچہ طہارت پانچ دفعہ وضو اور غسل کے ذریعے سے یہ سبق ہمیں پہلے ہی سکھایا جا چکا ہے- اسی طرح منہ اور دانتوں کی صفائی، ناک کے اندر سے صفائی اور طہارت کے دوسرے طریقے ہمارے مذہب کا حصہ ہیں-

دانتوں کی صفائی میں مسواک کی بڑی اہمیت ہے- اس ذریعے سے نہ صرف دانت صاف ستھرے ہو جاتے ہیں بلکہ مضبوط بھی ہو جاتے ہیں- کیڑوں سے بچ جاتے ہیں اور غذا کے چبانے کا عمل جو غذا کو جزو بدن بنانے کے لئے ایک ضروری عمل ہے- آسان ہو جاتا ہے-

(۲) متوازن غذا: متوازن غذا بھی جلد اور اندرونی جھلیوں کی صحت کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے- متوازن غذا میں وٹامن وافر مقدار میں ہوتے ہیں اور یہ اجزاء صحت کے لئے بہت ضروری ہیں- وٹامن اے، ڈی اور سی خاص طور پر جلد اور جھلیوں کی صحت کو قائم رکھنے ہیں- مدد ومعاون ہوتے ہیں- صاف ستھری تازہ سبزیاں اور پھل نیز دودھ اور دہی کے ذریعے سے یہ وٹامن حاصل ہو سکتے ہیں-

سبزیوں اور پھلوں کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ انسان کے جسم میں Fiber بھی داخل ہوتا ہے- یہ غذا کا وہ حصہ ہے جو ہضم نہیں ہوتا بلکہ آنتوں کی صفائی کرتا ہوا جسم سے باہر خارج ہو جاتا ہے- چنانچہ اس کی وجہ سے آنتوں کا کام صحیح رہتا ہے- غرض غذا کی طرف توجہ دینا اور ایسی غذا استعمال کرنا جو مندرجہ بالا اصولوں پر پوری اترتی ہوں صحت کے لئے مفید ہے-

(۳) مضر اثرات اشیاء سے بچنا: ایسی چیزوں سے جو مضر اثرات رکھتی ہیں اور جلد کو یا اندرونی جھلی کو نقصان پہنچاتی ہیں ان سے بچا جائے- جلد کو گرد وغبار اور مٹی سے نقصان پہنچتا ہے- اسی طرح بعض کیڑے اور جراثیم جلد کے اندر گھس کر جسم میں پھیل جاتے ہیں- اس لئے کام کرتے وقت مناسب اوزاروں کا استعمال اور جلد کی صفائی کے لئے احتیاطوں پر عمل کرنا، ننگے پاؤں زمین پر نہ چلنا اور جوتے کا مناسب استعمال کرنا، وغیرہ سے ان مضر اثرات سے بچا جا سکتا ہے- اندرونی جھلیوں پر جو چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں- ان میں سرفہرست سگریٹ، حقہ، تمباکو اور منشیات کا استعمال ہے- اس کے علاوہ زیادہ مرچیں، تیزابیت رکھنے والی چیزیں اور تیز مصالحے نقصان پہنچاتے ہیں- ان سے بچنا ضروری ہے-

(۴) سیر اور ورزش: حفظان صحت کے لئے سیر اور ورزش کو اہم مقام حاصل ہے- ''پرہیز علاج سے بہتر ہے-'' یہ مقولہ تو سب نے سن رکھا ہے لیکن صحت کی قدر اسی وقت ہوتی ہے جب انسان کو کوئی مرض لاحق ہوتا ہے- صحت قائم رکھنے کے لئے افراط وتفریط سے بچنا چاہئے- مثلاً بہت زیادہ کھا لینا اور سارا دن آرام کرنا اتنا ہی نقصان دہ ہے- جتنا کم کھانے کو ملنا اور سارا دن کام پر جتے رہنا ہے-

صحت محض اس بات کا ہی نام نہیں کہ کوئی بیماری یا معذوری لاحق نہ ہو بلکہ یہ ضروری ہے کہ آدمی ذہنی طور پر بھی

مطمئن اور آسودہ ہو اور ساتھ ہی ساتھ جسمانی طور پر بھی بہتر ہو۔

افراتفری اور مصروفیات کے موجودہ دور میں جبکہ لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے اور ورزش کی طرف سے عموماً غفلت دیکھنے میں آ رہی ہے۔ ہمارے جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے ورزش بہت ہی ضروری ہے۔ ایک طبقہ تو دن بدن آرام طلب اور کاہل ہوتا جارہا ہے اور ہاتھ پاؤں ہلانے کو معیوب اور عار سمجھتا ہے۔ حالانکہ خوراک بہترین کھاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو تمام وہ بیماریاں جو کہ بسیار خوری کی وجہ سے ہوسکتی ہیں یعنی معدہ کی تکلیف، ذیابطیس، بلڈ پریشر اور دل کی مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ایک جوان شخص کو کم از کم چار میل گرمیوں میں اور چھ میل سردیوں میں پیدل ضرور چلنا چاہئے کسی نہ کسی ورزش کے ذریعے اس کمی کو پورا کرے۔ اسی طرح چالیس سال سے زائد کے لئے ضروری ہے کہ وہ روزانہ دو سے تین میل تک پیدل سیر کرے اور حسب حالات ہلکی پھلکی ورزش سے کام لے۔ دنیا میں لمبی عمریں ہمیشہ ان لوگوں کی ہوتی ہیں جو ورزش اور پیدل چلنے کے عادی ہوں۔ کھلی فضا میں رہتے ہوں اور سادہ غذا کھاتے ہوں جس میں گوشت کم اور سبزیاں زیادہ ہوں۔ اسی طرح پریشان حالی اور تفکرات سے پرہیز کرتے ہوں۔ پریشانیوں سے دماغ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالتے ہوں اور تصنع سے پاک زندگی گزارتے ہوں۔

ورزش وہ اچھی ہوتی ہے جو مستقل اور مسلسل ساری عمر کی جاسکے۔ یہ درست ہے کہ سخت ورزش پٹھوں کو مضبوط بنانے، جسم کو سڈول بنانے اور وزن بڑھانے کے لئے مفید ہے۔ لیکن سخت ورزش چالیس سال کے بعد ادھیڑ عمر یا بڑھاپے میں کرنی مشکل ہو جاتی ہے۔ اس لئے زیادہ تر لوگ چالیس سال تک پہنچ کر ورزش چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی صحت یکدم گرنے لگتی ہے۔ اس لئے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مفید ترین ورزش پیدل سیر ہے۔ جو کہ اگر ہوسکے تو صبح سویرے ناشتے سے پہلے یا رات کو کھانے کے بعد کرنی چاہئے اگر وقت کم ہو تو گھر پر ہی ہلکی پھلکی ورزش کی جاسکتی ہے۔ جو دس سے پندرہ منٹ کے لئے جاگنگ کی صورت میں ہوسکتی ہے۔

ورزش کے دوران لمبے لمبے سانس لینا پھیپھڑوں کے لئے مفید ہے۔ اس سے زیادہ مقدار میں آکسیجن خون میں شامل ہوتی ہے۔ ورزش کے بعد یا سارا دن کام کاج کے بعد آرام مناسب حد میں کرنا نہایت ضروری ہے۔ اچھی طرح کام کرنے کے بعد چھ سے آٹھ گھنٹے کی نیند ضروری ہے۔ اس سے جسم اور ذہن کو آرام ملتا ہے۔ اور کھوئی ہوئی توانائی بحال ہو جاتی ہے اور انسان پھر سے نئے دن کا آغاز بھرپور طریقے سے کرسکتا ہے۔ رات کو جلد سونا اور صبح سویرے اٹھ جانا صحت کے لئے بہت مفید ہے۔

احباب توجہ فرمائیں: ماہنامہ انصار اللہ کے پرانے شمارہ جات کے بارہ میں درخواست ہے کہ احباب انہیں محفوظ رکھیں۔ ردی میں نہ دیں۔ اگر کسی کو مطالعہ کے لئے دیں تو انہیں بھی یہی ہدایت کریں کہ وہ یہ رسالے خود محفوظ نہیں رکھ سکتے تو ناظم/زعیم انصار اللہ کے سپرد کریں۔ (پبلشر)

مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کا سائیکل سفر

مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۰۳ء مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام انصار صف دوم کا سائیکل سفر کا پروگرام ہوا۔ جس میں ۱۳/انصار نے شرکت کی پانچ انصار صف اول اور آٹھ انصار صف دوم کے تھے۔ اس پروگرام میں ۱۴ میل کا سفر کیا گیا۔

قافلہ صبح بعد نماز فجر سوا پانچ بجے احمدیہ بیت الذکر کریم نگر سے دعا کے ساتھ روانہ ہوا اور پروگرام کے مطابق فیصل آباد کی طے شدہ شاہراہوں سے ہوتا ہوا زرعی یونیورسٹی کی خوبصورت سبزہ زار گراؤنڈ میں پہنچا۔ جہاں انصار اراکین نے سیر اور ورزش کی۔ موسم بڑا خوشگوار تھا جس سے انصار بہت لطف اندوز ہوئے۔ قریباً نصف گھنٹہ کے بعد یہ قافلہ پھر اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوا اور مختلف شاہراہوں سے ہوتا ہوا احمدیہ بیت الذکر سوا سات بجے پہنچا۔ جملہ شامل ہونے والے اراکین کو ناشتہ بھی پیش کیا گیا۔ اراکین کو سائیکل سفر کی افادیت سے بھی آگاہ کیا گیا اور انہیں تاکید کی گئی کہ وہ آئندہ بھی ایسے پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کیا کریں۔ یہ پروگرام عید میلاد النبیؐ کے روز منعقد کیا گیا تمام اراکین سفر سفر کے دوران درود شریف کا ورد زیر لب کرتے رہے۔ پروگرام کے آخر میں دعا ہوئی اور تمام اراکین اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ خدا کے فضل سے یہ پروگرام بہت ہی کامیاب رہا۔ مرسلہ: مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ صاحب زعیم اعلیٰ

(بقیہ از صفحہ ۱۴) کی نگرانی میں کام کرے......

اور پھر ہمارے قادر و متصرف خدا نے خلافت کے سوال کو صرف لفظی اور قومی تصریح تک ہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنے زبردست فعل کے ساتھ اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت میں جو سب سے پہلا اجماع ہوا وہ خلافت ہی کے متعلق تھا۔

اُس وقت صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب نے انجمن کی طرف سے حسب ذیل اعلان شائع کیا:۔

> ''حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسبِ منشور معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود باجازت حضرت (اماں جان) کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی، والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔''
>
> (الحکم ۲۸ رمئی ۱۹۰۸ء)

(روزنامہ ''الفضل'' قادیان۔ جلد ۳۱ صفحہ ۸۰ تا ۸۳)

تجربہ کیا۔

☆ ۱۹۸۵ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور ۱۷ مارچ ۱۹۸۵ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تقرر ہوا۔

☆ ۱۸ جون ۱۹۹۴ء کو آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں ہو گیا۔

☆ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۷ء کو آپ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر ہوئے اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔

☆ اگست ۱۹۹۸ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔

☆ آپ بحیثیت ناظر اعلیٰ، ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجالاتے رہے۔

☆ ۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۷ء چیئر مین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔ اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی تھے۔ آپ نے گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔

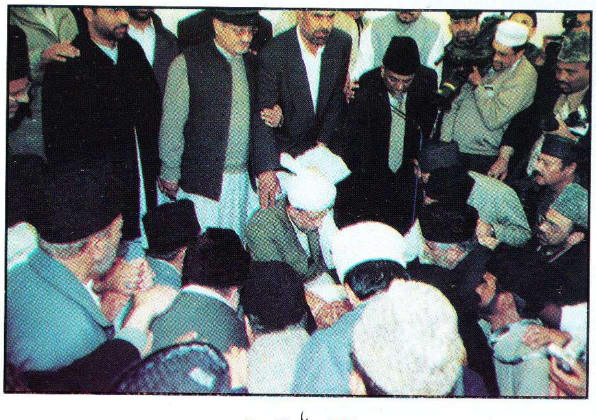
☆ ۱۹۸۸ء ۱۹۹۵ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔

☆ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں سال ۱۹۷۶ء۔ ۱۹۷۷ء میں مہتمم صحت جسمانی، ۱۹۸۴ء۔ ۱۹۸۵ء میں مہتمم تجنید، سال ۱۹۸۵ء۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۸ء۔ ۱۹۸۹ء تک مہتمم مجالس بیرون اور ۱۹۸۹ء۔ ۱۹۹۰ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان رہے۔

☆ انصاراللہ پاکستان میں قائد ذہانت وصحت جسمانی ۱۹۹۵ء اور قائد تعلیم القرآن ۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۷ء رہے۔

☆ ۱۹۹۹ء میں ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ۳۰/اپریل کو گرفتار ہوئے اور ۱۰ مئی کو رہا ہوئے۔

☆ ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو لندن وقت کے مطابق ۱۱:۴۰ بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہونے کا اعلان ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۵۳ سال ہے۔



۲۳ اپریل ۲۰۰۳ء

☆ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں بہت برکت ڈالے اور اشاعت دین حق کے کاموں میں روح القدس کی خاص تائیدات سے نوازے۔ اور آپ کی سیادت میں احمدیت کا قافلہ شاہراہ غلبۂ (دینِ حق) پر مضبوط قدموں کے ساتھ اور تیزی سے رواں دواں رہے۔ آمین یارب العالمین

Monthly **ANSARULLAH** July 2003
Ph: 04524-212982
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR Regd. # : CPL-34/CR02

فیضان خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلم

''ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانے میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثارِ صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شاملِ حال ہو جاتی ہیں اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک متفرد انسان ہو جاتا ہے یہاں تک کے خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اپنے اسرار خاصہ اس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اس پر اتارتا ہے اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے اُس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اس کے دل سے نکاتِ لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اُس پر آشکار کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اس پر فرماتا ہے اور اس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے اور وہ اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب میں معرفت میں اور انکشافِ اسرارِ غیبیہ میں اور نزولِ برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر انہیں امور کی نسبت اور اسی اتمامِ حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے تا اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ رُوحانی حیات بجز اتباع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے۔ اور اگر یہ نہیں تو طالبِ حق بن کر یک طرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کے لئے حاضر آوے۔ لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اس طرف رُخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کر دیا کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۱-۲۲۲ روحانی خزائن جلد ۵)